انقلابِ حبش

از

محمد اشرف خاں صاحب عطا

مدیر معاون اخبار احسان لاہور

برائے فرم

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
بل روڈ

جسے ۱۹۳۶ء میں

بہ اہتمام ایم اسلم پرنٹر اکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرن اکبری دروازہ لاہور

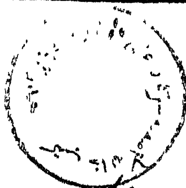
سے طبع کرا کر

ملک دین محمد نے کشمیری بازار لاہور سے

شائع کیا

ہر قسم کی کتابیں منگانے کا پتہ

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجرانِ کتب کشمیری بازار بل روڈ لاہور



آغازِ جنگ

زمیں لرزتی ہے بہتے ہیں خون کے دریا
خودی کے جوش میں بندے خدا کو بھول گئے

۲ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کا دن تاریخ عالم میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ اِس دن اطالوی فوجوں نے مجلس اقوام کے فیصلوں کو ٹھکراتے ہوئے سمالی لینڈ کی حدود کو عبور کر کے ایک مظلوم قوم کی آزادی کا خاتمہ کرنے کے لئے جارحانہ اقدام کیا۔ آفتاب عالمتاب نصف النہار پر کمال آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ حبشی فوجی کیمپوں میں ہزارہا سرفروش اور جاں نثار سپاہی کیل کانٹے سے لیس ہو کر دشمن کے حملہ کا بیتابانہ انتظار کر رہے تھے۔ کہ یکایک کوہ موصلی کے عقب سے اژدر پیکر توپوں کے گولوں کے پھٹنے کی ہیبتناک آوازیں بلند ہوئیں۔ تمام فضائے آسمان پر دھویں کے سیاہ بادل چھا گئے۔ آسماں کی سقف نیلی دھوئیں میں چھپ کر رہ گئی۔ غبار

کا دامن چاک ہوا۔ اور بیس ہزار آہن پوش اطالوی سپاہی پوری قوت سے حبشی کیمپوں کی طرف یلغار کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حبشیوں نے بھی اپنے ہتھیار سنبھالے۔ اور سینے تانے ہوئے دشمن کے مقابلہ کو میدانِ کارزار میں اُتر آئے۔ حبشی جرنیل راس سیوم نے حبشی توپخانہ کو گولہ باری کا حکم دیا۔ دونوں طرف سے گولہ باری شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام میدانِ کارزار خونِ انسانی سے لالہ زار بن گیا۔ فضا میں انسانی گوشت کے لوتھڑے اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ بہادر۔ شجاع اور جری سپاہی دادِ شجاعت دیتے ہوئے نشہ حب الوطنی میں سرشار و بدمست ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ چند گھنٹوں کی خونریز جنگ میں سینکڑوں بہادر لقمۂ نہنگِ اجل ہو گئے۔ جنگ پورے جوش سے جاری تھی۔ حبشی سپاہی بڑھ بڑھ کر دشمن کو موت کے گھاٹ اُتار رہے تھے۔ کہ فضا میں طیاروں کے اُڑنے کی آواز سنائی دی۔ حبشی سپاہیوں کے دل دہل گئے۔ حوصلے پست ہو گئے۔ اُن کی اجتماعی طاقت میں انتشار پیدا ہو گیا جس سے اطالوی سپاہیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اُنھوں نے اپنے توپخانے کو حرکت دی۔ مشین گنوں اور دبابوں کو آگے بڑھایا۔ اور فیر شروع کر دیا۔ زمین سے اطالوی مشین گنیں آتش باری کر رہی تھیں۔ اور آسمان سے اطالوی طیارے پوری قوت اور تیزی سے بم

برسانے میں مصروف تھے۔ تمام زمین کرہ نار بن رہی تھی۔ میدان میں دور تک لاشوں کے انبار پڑے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ آسمان پر چیلوں اور کوؤں کی طرح اُڑنے والے بیشمار اطالوی طیاروں نے ایک ساتھ مل کر حبشیوں کے قلب پر بم برسائے۔ جس کی وجہ سے حبشی فوج پسپا ہو گئی۔ اور اطالوی پیادہ فوج کے سپاہیوں نے آگے بڑھ کر حبشیوں کے چند مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ حبشیوں پر خوف و ہراس کا عالم طاری تھا۔ کیونکہ وہ جدید طریق جنگ سے واقف نہیں تھے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ دباؤں اور طیاروں کی بمباری کا کیسے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اس لئے اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔ حبشی جرنیل نے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو للکارا۔ اور کہا۔

"بہادرو! دشمن کی بے پناہ طاقت اور طیاروں کی کثرت سے خائف ہو کر نہ بھاگو۔ زندگی کا شیرازہ ایک نہ ایک دن ضرور منتشر ہو کر رہیگا۔ اور یہ جسم جس کو بچانے کی تم کوشش کر رہے ہو۔ ایک دن خاک ہو کر رہیگا اس لئے ذلّت کی موت مرنے سے بہتر ہے۔ کہ تم بہادری اور عزت کی موت مرو۔ تاکہ آنے والی نسلیں تمہاری مقدس موت پر رشک کریں۔ اور اُن کی گردنیں تمہاری شجاعت کی داستان سن کر فرطِ ادب سے جُھک جائیں۔ جن اطالوی درندوں سے تم بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہتے

ہو۔ اُنہیں تمہارے آباؤ اجداد نے اڈوا کے مقام پر گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیا تھا۔ اُن کی اُمیدوں۔ آرزوں۔ تمنّاؤں اور خواہشوں کو اُن کے منحوس جسموں کے ساتھ ہی ہزاروں من مٹی کے تلے دبا دیا تھا۔ گھبراؤ نہیں۔ اگر تم نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تو دشمن شکست کا مُنہ دیکھے گا۔ اور اُس کی اُمیدوں کا خاتمہ اس پہلے محاذ پر ہی ہو جائیگا۔ اُس کی ہمتیں ٹوٹ جائینگی۔ اور اُس کے قدم آگے بڑھنے سے رُک جائینگے۔ بہادر سپاہی عزت کے لئے جیتا ہے۔ اور عزّت کے لئے مرتا ہے۔

حبشی سپاہی گھونگٹ کھا کر پھر پلٹے۔ اُنہوں نے پوری قوت اور جاں نثاری سے اطالوی مورچوں پر حملہ کیا۔ اور چند منٹوں میں سینکڑوں اطالوی سپاہیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔ اور اُن سے اپنے مورچے دوبارہ چھین لئے۔

آفتاب عالمتاب دن بھر کی مسافت طے کرنے کے بعد کوہ موصلی کی پہاڑیوں کے عقب میں غروب ہو رہا تھا۔ اور اُس کی کرنوں کا انعکاس میدانِ قتال وجدال میں بہتے ہوئے خونِ انسانی کے دریا میں قرمزی رنگ پیدا کر رہا تھا۔ مشرق سے لیلائے شب کی سواری پورے تزک و احتشام سے بڑھ رہی تھی۔ کہ ایک بار پھر کوہ موصلی کی فضا گولوں کے پھٹنے کی گرج دار اور ہیبتناک آوازوں سے گونج اُٹھی۔ اور آسمان طیاروں سے

بھر گیا۔ پانچ سو اطالوی طیاروں کا دَل بادل آسمان پر چھا گیا۔ اندھیرا ہو گیا تھا۔ اور تاریکی نے فضاؤں پہ اپنا تسلط جما لیا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ کہ یکایک آسمان سرچ لائٹوں کی روشنی سے بقعہ نور بن گیا اطالوی طیاروں نے بمباری شروع کی۔ اور ایک گھنٹہ میں آٹھ ہزار بم برسائے۔ حبشی جرنیل نے طیارہ شکن توپوں سے اطالوی فضائی بیڑے پر گولے پھینکے۔ اور تین چار ہوائی جہاز زمین پر گرا لئے۔ لیکن مقابلہ سخت تھا۔ زمین اور آسمان سے بمباری ہو رہی تھی۔ جس کی تاب لانا حبشیوں کے لئے مشکل ہو گیا۔ اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اطالوی فوجوں نے کوہ موسلی کے تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں تین ہزار حبشی اور ایک ہزار اطالوی کھیت رہے ÷

مسولینی کی فرعون مزاجی

دس ہزار اطالوی باشندوں کا ایک جلوس فسطائی جماعت کے سیکرٹری سائنور سٹرلین کی قیادت میں روما کے فراخ اور پُررونق بازاروں میں "مسولینی زندہ باد" کے نعرے لگاتا ہوا دفاتر شاہی کی طرف بڑھ رہا ہے اہلِ جلوس کے ہاتھوں میں بڑے بڑے جھنڈے ہیں۔ جن پر لکھا ہوا ہے کہ "اطالیہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر رہیگا" "ہماری راہ میں جو طاقت حائل ہوگی۔ اُسے تباہ کر دیا جائیگا" "ہم حبشہ پر اطالوی عَلَم گاڑ کر دم لینگے"۔ "برطانیہ کو اپنی حکمت عملی بدلنی ہوگی"۔ اطالیہ کے پُرجوش مظاہرین حبشیوں کے خلاف نفرت آمیز نعرے لگاتے ہوئے جب برطانوی سفارت خانہ کے قریب پہنچے تو رُک گئے۔ اور اُنہوں نے دولتِ عظمےٰ برطانیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز نعرے لگائے۔ لیکن اُن اطالوی حکام نے جو برطانوی سفارت خانہ کی حفاظت کر رہے تھے۔ مظاہرین کو سفارت خانہ کے سامنے سے ہٹا دیا۔ یہ جلوس تمام شہر کا گشت لگانے کے بعد جلسہ گاہ

میں پہنچا۔ جس میں ایک لاکھ پُرجوش اطالوی جمع تھے۔ آلہ نشر الصوت کا انتظام تھا۔ سائنور مسولینی تقریر کرنے کے لئے پورے وقار اور تمکنت سے کھڑا ہوا تمام فضا "مسولینی اور اطالیہ زندہ باد" کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ سائنور مسولینی کی یہ تقریر ملک کے تمام حصص میں سُنی گئی۔ سائنور نے گرجدار آواز میں اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"کہ اطالیہ کی تاریخ میں ایک اہم وقت آرہا ہے۔ اس وقت اطالیہ کے دو کروڑ فرزند ملک کے تمام گوشوں میں صف بستہ ہیں۔ اطالیہ نے جنگ عالمگیر کے دوران میں فتح کے حصول میں دوسری اقوام کا ساتھ دیا۔ اور اپنے چھ لاکھ نوجوانوں کو میدان میں کٹوا دیا۔ لیکن مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت ہمیں دوسری اقوام کی ریزہ چینی کرنی پڑی۔ میں اس بات کو باور نہیں کرتا۔ کہ فرانس اگر اس کے دل میں اطالیہ کے نوجوانوں کی یاد باقی ہے اطالیہ کی ناکہ بندی میں حصہ لیگا۔ اطالیہ نے حبشہ کے اشتعال انگیز رویہ کو چالیس سال تک برداشت کیا ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ ان تمام باتوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کو نہیں مان سکتا۔ کہ خالص انگریز لوگ وحشی اقوام کو بچانے کے لئے اطالیہ کے خلاف حصار بندی کرینگے۔ اقتصادی

ناکہ بندی کا جواب ہم مکمل تنظیم سے دینگے۔ فوجی اقدام کا جواب ہم فوجی اقدام سے دینگے۔ ہم جنگ کا جواب جنگ سے دینگے لیکن اطالیہ انتہائی کوشش کریگا۔ کہ مخصوص علاقوں کی یہ جنگ تمام یورپ پر نہ چھا جائے۔

مسولینی نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ تمہاری فریادیں اور تمہارے غیر متزلزل عقیدہ کا اثر ان سپاہیوں تک پہنچنا چاہیئے جو مشرقی افریقہ میں خیمہ زن ہیں۔ اور مصروف جہاد ہیں۔ تاکہ انہیں سکون۔ اطمینان اور اعتماد حاصل ہو۔ ان لوگوں کے متعلق یہ نہ سمجھو۔ کہ کچھ سپاہی اپنی منزلِ مقصود کی طرف جا رہے ہیں۔ بلکہ اس فوج کے جلوس میں ساڑھے چار کروڑ اطالوی ہمرکاب ہیں ان لوگوں کے ساتھ دن دہاڑے شرمناک بے انصافی کی جا رہی ہے۔ اور ان سے زمین کے قطعات چھینے جا رہے ہیں۔ بیس سال تک ہم نے صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ اور اس عرصہ میں ہمارے ارد گرد ایک حلقہ اس لئے کھینچ دیا گیا۔ کہ ہماری بڑھتی ہوئی قوت کے راستہ میں سدِ سکندری بن جائے۔ کسی کو ایک لمحہ کے لئے بھی گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ہمیں نیچا دکھا سکتا ہے۔ اطالیہ کے باشندوں نے اس تاریخی دور سے

قبل اپنی جرأت وجسامت اور زور کردار کا اس قدر شاندار مظاہرہ
کبھی نہیں کیا۔ آج لوگوں کو یہ جرأت کس طرح پیدا ہوئی۔ کہ وہ
اس قوم کو جس نے انسانیت کے سر پہ عظیم الشان فتوحات
کا تاج رکھا۔ جو شاعروں۔ مصنفوں اور مصوروں کی قوم ہے۔
ناکہ بندی کرنے کی دھمکی دیں"

اِدھر مسولینی کی تقریر ختم ہوئی۔ اُدھر تمام فضا "مسولینی زندہ باد" کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ دس ہزار سپاہی افریقہ جانے کے لئے تیار ہو گئے قوم کے جان نثاروں کو فلک رس نعروں کے درمیان جہازوں تک پہنچایا گیا۔ جب جہازوں کے لنگر اُٹھائے گئے۔ تو ساحل سمندر ایک رقت انگیز نظارہ پیش کر رہا تھا۔ بہادر سپاہی عرشہ جہاز سے رومال ہلا ہلا کر اہل وطن کو الوداع کہہ رہے تھے۔ اور مائیں اپنے بچوں کو۔ بیویاں شوہروں کو اور معشوق عاشقوں کو رخصت کرتے وقت رو رہی تھیں۔ جب جہاز آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ تو ساحل کا مجمع بھی منتشر ہو گیا۔

فرخہ

آج ساقی نے پلا کر مجھے میخانے میں
پھونک دی روح نئی عمر کے پیمانے میں

آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ چاند نکل آیا تھا۔ آدھی رات کا سنسان وقت اور ہُو کا عالم تھا۔ انسان حیوان چرند پرند سب خوابِ نوشیں سے مدہوش و سرشار تھے۔ تاروں بھری رات چاند کی دلفریب چاندنی میں اپنی سب دلفریبیوں کے ساتھ خموش کھڑی سائیں سائیں کر رہی تھی۔ چاند کی چاندنی درختوں سے چھن چھن کر ڈیسی کے در و دیوار پر رقص کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے درختوں کی شاخوں سے سرگوشیاں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ اِس سکوت افزا فضا میں ایک رفیع الشان عمارت کے کھلے صحن میں ایک خوبصورت بلند قامت رنگیلا نوجوان بادہ ارغوانی کا جام ہاتھ میں لئے جذبات کے عمیق سمندر میں مستغرق سرنگوں ایک آرام کرسی

پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں رہ رہ کر صحن کے دروازے کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ جن میں کسی کے انتظار کی گھڑیاں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں۔ نوجوان اس محویت کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک خوبصورت دوشیزہ۔ حسن کی پیکر۔ شباب کی گوناگوں رعنائیوں کی تصویر۔ دستِ قدرت کی تعمیر بینظیر ریشمی عنابی لباس میں ملبوس بصد نازو ادا مسکراتی ہوئی صحن میں داخل ہوئی۔ نوجوان اس غارت گرِ ایمان وہوش کو دیکھ کر کرسی سے اُچھل پڑا۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ اور ہاتھ لرز رہے تھے۔ دوشیزہ نے اس کی دگرگوں حالت دیکھ کر ایک حقارت آمیز قہقہہ لگایا۔ نوجوان نے نشہ کی حالت میں کرسی پر پڑے پڑے کہا۔

"فرخہ! پیاری فرخہ!! دل وجان سے بڑھ کر پیاری فرخہ!!! تمہیں میری خاطر بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں تمہارے احسانات کا صلہ ادا نہیں کر سکتا۔

فرخہ:۔ عمرو! (لڑکے کا نام) مجھے تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔ میرا دل تمہاری محبت کے جذبات سے سرشار ہے۔ پیارے عمرو!! جب میں تجھے نشہ کی حالت میں دیکھتی ہوں۔ تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے آہ! عمرو تُو نے میری محبت کی قدر نہ کی۔ ظالم تو نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ تیری زندگی نہ ملک کے لئے سودمند ہوئی۔ نہ اپنے رشتہ داروں

کے لئے۔ تو نے بزرگوں کی روایات کو خاک میں ملا دیا۔ عمرو ہوش کرو۔ میری اور اپنی زندگی پر رحم کھاؤ۔ اُٹھو اور کمر ہمت باندھو۔ بڑھو اور میدانِ کارزار میں فنِ سپہگری کے جوہر دکھاؤ۔ عمرو! پیارے عمرو! میرے ظلمتکدۂ دل کو محبت کی شمع سوزاں سے منور کرنے والے پیارے عمرو۔ اُٹھو! خدا کے لئے اُٹھو!! کمر ہمت باندھو۔ دشمن کے لئے پیغام مرگ اور قوم و ملک کے لئے حیاتِ جاوداں بن کر اُٹھو۔ تیغ ہاتھ میں لو۔ اور میدانِ کارزار میں کہرام مچا دو۔ اپنی اور قوم کی عزت کو چار چاند لگا دو۔ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دو۔ اُٹھو خدا کا نام لیکر اُٹھو۔ حق کے علم کو بلند کرو۔ اور باطل کو سرنگوں کر دو۔ عمرو خاموش کیوں ہو۔ جواب دو؟"

عمرو: (تھرتھراتی ہوئی آواز میں) اے جنت ارضی کی حور! اے ماہ چہاردہم سے زیادہ حسین فرخہ!! تیری نصیحتیں۔ تیری باتیں! میرے دل میں تلاطم پیدا کر رہی ہیں۔ میری مردہ حیات کو بیدار کر رہی ہیں۔ میں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن یہ نامراد شراب میرا پیچھا نہیں چھوڑتی فرخہ میں جانتا ہوں۔ کہ میرے ملک پر اطالوی درندوں نے یورش کر رکھی ہے اور مادرِ وطن اپنے بچوں سے قربانی کی طلبگار ہے۔ لیکن اس ہلاکت آفریں شراب نے میرے جسم کو بیکار کر دیا ہے۔ میرے ہاتھوں میں سکت نہیں اور بازوؤں میں قوت نہیں۔ کہ بندوق تلوار اور نیزے کا بوجھ اُٹھا سکیں"۔

فرخندہ:۔ (بات کاٹ کر) عمرو غلط کہہ رہے ہو۔ دنیا میں کوئی ایسا کام بھی ہے۔ جو ہو نہیں سکتا ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

تم اس نامراد شراب سے نجات پا سکتے ہو۔ ہمت کرو۔ سوگند اُٹھاؤ کہ آئندہ اس موذی کو مُنہ نہیں لگاؤنگا۔

عمرو:۔ (مسکراتے ہوئے) سوگند اُٹھاؤں۔ کس کی؟

فرخندہ:۔ مقدس کتاب کی۔ خدائے یسوع مسیح کی۔ پاک مریمؑ کی۔ سوگند اُٹھاؤ۔ کہ آئندہ شراب کو مُنہ نہیں لگاؤ گے۔

عمرو:۔ فرخندہ! قسم ہے اُس دوشیزہ کی۔ جو میرے دل پر حکومت کرتی ہے۔ اور مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ جس کے نور سے میرا ظلمت خانہ دل روشن ہے۔ جو میری متاع زندگی کی واحد مالک و مختار ہے۔

فرخندہ:۔ (شرمگیں آہو صفت آنکھیں جھکا کر) آخر وہ کون ہے۔ جو تمہیں اس قدر عزیز ہے۔ اور جس کو تم دل و جان سے عزیز سمجھتے ہو۔

عمرو:۔ فرخندہ! فرخندہ!! تمہارے سوال نے میرے دل پہ بجلی گرادی۔ میرے تن بدن میں آگ لگادی۔ اے وائے قسمت! تمام عمر جس کے عشق

کی آگ میں جلتے رہے۔ آج وہ لاعلمی کا اظہار کر رہا ہے ؎

میری وفا کا یہ انجام تھا تو اے بیدرد
کبھی نہ دردِ محبت کی آرزو کرتے !

فرخہ:۔ کیا تم ناراض ہو گئے عمرو! میں نے اپنے خیال کے مطابق درست کہا تھا۔

عمرو:۔ وہ کیسے ؟

فرخہ:۔ عمرو تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ لیکن مجھ سے بڑھ کر شراب کو چاہتے ہو؟

عمرو:۔ (تعجب سے) شراب سے! فرخہ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ کیا میں تم سے زیادہ اِس ناپاک چیز کو محبت کرتا ہوں ؟

فرخہ:۔ یقیناً! تم اِس ناپاک چیز کو مجھ سے بڑھ کر محبت کرتے ہو۔ اگر تمہیں مجھ سے محبت ہوتی۔ تو تم کبھی کے اس ناپاک چیز سے منہ موڑ چکے ہوتے۔

عمرو:۔ (دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر) یا خدا کیا ماجرا ہے۔ میں نے سوگند اُٹھائی۔ منتیں کیں۔ ہاتھ جوڑے۔ پاؤں پڑا۔ اور بار بار یقین دلایا۔ کہ آئندہ اس منحوس شراب کو مُنہ نہیں لگاؤنگا۔ اس کے پاس تک نہیں جاؤنگا۔ لیکن فرخہ کو میری باتوں کا یقین ہی نہیں آتا۔

فرخندہ:- ان وعدوں کا اعتبار کروں۔ اور کن سوگندوں کا یقین لاؤں ان سوگندوں پر اور ان وعدوں پہ جو تم نے ہزار بار کئے۔ اور توڑ دیئے۔ میں یقین نہیں لا سکتی۔ تم سوگند اُٹھانے اور میں سمجھانے کی عادی ہو چکی ہوں۔

عمرو:- ہائے اتنی بے اعتباری۔ یہ حسن اور یہ ستم شعاری۔ اب ہمارے وعدوں کا اعتبار۔ اور قسموں کا یقین بھی اُٹھ گیا۔ فرخندہ! تم نہ مانو۔ لیکن میری زندگی کا مستقبل تم پہ روشن کر دیگا۔ کہ میں ہٹ کا پکّا اور عزم کا مضبوط انسان ہوں۔

فرخندہ:- خدا وہ دن جلد دکھائے۔ عمرو پیارے عمرو! مجھے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔ رات بہت گزر چکی ہے۔

عمرو:- مجھ سے چند باتیں کرنی ہیں۔ فرخندہ!

فرخندہ:- ہاں تم سے عمرو۔

عمرو:- (کسی قدر سنبھل کر) تو کہو!

فرخندہ: سنو عمرو! تم جانتے ہو۔ کہ اطالوی درندوں نے تمام معاہدات اور مجلس اقوام کے احکامات کو پس پُشت ڈال کر کوہ موصلی کے مقام پہ حبشی فوجی چھاؤنی پر حملہ کر دیا۔ اور روما کی اطالوی حکومت کی طرف سے باقاعدہ جنگ کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ کوہ موصلی میں خونریز جنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ اطالوی درندے مشین گنوں۔ دبابوں۔ توپوں اور

طیاروں کی کثیر تعداد کے ساتھ حبشی کیمپوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آباد بستیوں اور سرسبز کھیتوں پر زمین اور آسمان سے آگ برسائی جا رہی ہے مادرِ وطن کی آزادی خطرے میں ہے۔ اور وہ اپنے بچوں سے قربانی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ اِس وقت مادرِ وطن کے ہر سپوت پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ سربکف ہو کر میدانِ کارزار میں نکل آئے۔ اور دشمن کے چھکے چھڑا دے۔

عمرو۔ خداوند یسوع مسیح حبشیوں کی ہمتوں میں برکت دے۔

فرضہ۔ خدا تمہیں بھی عمل کی توفیق ارزانی کرے۔

عمرو۔ آمین

فرضہ۔ دیکھو عمرو! خالی آمین سے کچھ نہیں بنتا۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ حبشہ اس وقت چاروں طرف سے مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے۔ اِس کی کشتیٔ حیات مخالف موجوں میں ہچکولے لے رہی ہے۔ اور مادرِ وطن حسرت آمیز نظروں سے اپنے بچوں کی طرف دیکھ رہی ہے۔ اور اُنہیں دعوتِ عمل دے رہی ہے۔ عمرو! اس آڑے وقت میں ملک و ملّت کی مدد کرو۔ تم ایک قابل جرنیل اور جری سپاہی ہو۔ اُٹھو کمرِ ہمت باندھو۔ اور شمشیر بکف ہو کر میدان کارزار میں نکل آؤ۔ اور وطن کے دشمنوں کے مُنہ پھیر دو۔

عمرو۔ فرضہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ مَیں میدانِ کارزار میں جاؤں۔ مجھ

سے تمہاری جدائی کے مصائب برداشت نہیں کئے جائیں گے۔

فرخندہ:- (غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے) عمرو! تم سے میری جدائی کے صدمے برداشت نہیں کئے جائینگے۔ مرد ہو مگر عورتوں سے بدتر۔ کیا میں عورت ہو کر دل پر صبر کی سل نہ رکھونگی۔ تیری جدائی کو برداشت نہ کرونگی۔ یقیناً کرونگی۔ لیکن تم میری جدائی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کیا خوب! عمرو سنو!! دل کے کان کھول کر سنو۔ میں اُس وقت تک تمہیں شکل نہیں دکھاؤنگی۔ جب تک کہ تم سر بکف ہو کر ملک و ملت کی خدمت کے لئے میدان کارزار میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

فرخندہ اُٹھی۔ اس وقت اُس کا خوبصورت چہرہ غصہ کی وجہ سے خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ وہ جوش کے عالم میں دروازہ کھول کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ عمرو نے اُسے روکنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پکڑے۔ منتیں کیں پاؤں پڑا۔ مگر فرخندہ نے ایک نہ مانی اور ہاتھ چھڑا کر چل دی۔

یہ منظر نہایت قیامت خیز اور حسرتناک تھا۔ فرخندہ عمرو کی بزدلی کی وجہ سے اُس سے ناراض ہو کر چلی گئی۔ عمرو کی تمناؤں کا خون ہو گیا۔ اس کے آتشیں رخساروں پر زردی چھا گئی۔ آنکھوں میں سرسوں پھول گئی۔ اور جسم بید مجنوں کی طرح کانپنے لگا۔ اُس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اور وہ دھڑام سے کرسی پر گر پڑا۔

رات ختم ہو گئی۔ تاریکیوں کے پردے پھٹ گئے۔ اور تمام دنیا آفتاب عالمتاب کی ضو باریوں سے منور ہو گئی۔ طائروں کے نغمے فضاؤں میں پھیل گئے۔ اور تمام دنیا بیدار ہو گئی۔ لیکن عمرو ابھی تک آرام کرسی پر پڑا خراٹے بھر رہا تھا۔ اُس کا ملازم طاؤس ناشتہ تیار کر کے لایا۔ لیکن عمرو کو سوتا پا کر سخت حیران ہوا۔ کیونکہ عمرو بہت سویرے بیدار ہو جایا کرتا تھا۔ طاؤس نے شانہ پکڑ کر عمرو کو ہلایا۔ عمرو نے آنکھیں کھولیں۔ اور اِدھر اُدھر دیکھ کر کہنے لگا۔ اوہو بہت دن چڑھ گیا۔ اُس نے لباسِ شب اُتارا۔ غسل کیا۔ اور پھر ناشتہ کر کے دفترِ جنگ کو روانہ ہو گیا۔

شہنشاہ حبشہ کی تقریر

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

دوپہر کا وقت تھا۔ آسمان پر دھوآں دھار گھٹائیں چھائیں ہوئیں تھیں۔ ادیس بابا کے شاہی محل کے سامنے دس ہزار فوجی سپاہی تلواریں لٹکائے بندوقیں اُٹھائے پرے جمائے کھڑے تھے۔ یہ لوگ عنقریب میدانِ کارزار کو روانہ ہونے والے تھے۔ شاہ نجاشی نے ان نوجوانانِ حبشہ کو محاذ کی طرف روانہ کرنے سے قبل ایک معرکہ آراء اور جوش آور تقریر کی۔ جس کا ایک ایک لفظ شجاعت و مردانگی کا آئینہ دار تھا۔ شاہ نجاشی نے اپنی تقریر میں کہا۔

"مسولینی نے جن عزائم کو لیکر حبشہ پر فوج کشی کی ہے۔ وہ اس کے حق میں بہتر نتائج پیدا نہیں کر سکتے۔ اطالیہ کو زعم ہے۔ کہ وہ اژدر پیکر توپوں اور طیاروں کے بل بوتے پر تمام حبشہ کو تودۂ راکھ بنا دیگا۔ اوڈوا کی شکست کا خوفناک انتقام لیگا۔ اور

اُس کے عزائم کے راستہ میں جو حکومت حائل ہو گی۔ وہ اُسے تباہ و برباد کر دیگا۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کی کوئی بنیاد نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اطالوی بمبار طیارے چیلوں کوؤں کی طرح آسمان پہ چکر لگا رہے ہیں۔ لیکن مسولینی کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حبشی بھی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم وفاع وطنی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینگے۔ لیکن اطالوی درندوں کو حبشہ کی ایک انچ زمین پہ بھی قابض نہیں ہونے دینگے۔ آپ نے کہا۔ کہ اطالیہ کو اوڈوا اور ڈیگر ٹ یا اس قسم کی چند چوکیوں پہ قبضہ کر لینے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ حبشی مرد اور عورتیں آزادی وطن کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینگے۔ ہم کسی غیر ملکی حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے صلح و آشتی کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ لیکن ہماری یہ کوششیں رائیگاں ثابت ہوئیں۔ ہم لیگ اور برطانیہ کی کوششوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ لیگ کو چاہیئے کہ وہ اطالیہ کے اس انسانیت سوز فعل کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرے۔

اِس سے میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ حبشہ اطالیہ کے مقابلہ میں کسی حکومت کی امداد کا متمنی ہے۔ بلکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ لیگ کا وقار اور دنیا کا امن قائم رہ سکے۔اور معاہدات کی خلاف ورزی کرنے والے کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو کسی پر حملہ کرنے یا کسی کی آزادی چھیننے کی جرأت نہ ہو۔

آپ نے سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ بہادرو! اِس وقت ملک کی خشک اور پتھریلی سرزمین کو تمہارے خون کی ضرورت ہے۔ حبشہ کی آزادی کا خاتمہ کرنے کے لئے درندہ صفت اطالویوں نے چاروں طرف سے یورش کر رکھی ہے مادرِ وطن کی آزادی خطرہ میں ہے۔ آزادی کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں لڑا دو۔اور دشمنوں پر ثابت کر دو۔کہ تم اُن آباؤ اجداد کی اولاد ہو۔جنھوں نے اڈووا کے مقام پر اطالیہ کو آج سے چند سال قبل ایک نہ بھولنے والی شکست دی تھی۔جس نے بُزدل اطالویوں کی کمریں توڑ دی تھیں۔ اور اُن کے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ دشمنوں کے طیاروں۔ توپوں اور دبابوں سے خوف نہ کھاؤ۔ آہنی چٹانوں کی طرح ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور

دشمن کی اُمیدوں۔ آرزوں۔ تمنائیں اور خواہشوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمین میں دفن کر دو۔ اے مادرِ وطن کے غیور فرزندو! آزادی کی ایک دن کی زندگی غلامی کی کروڑ سال کی زندگی سے بہتر ہے۔ تم میدانِ کارزار کی طرف جا رہے ہو تمام حبشہ کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ خداوند یسوع مسیح تمہارا حامی و ناصر ہو۔

اِدھر شاہ نجاشی کی تقریر ختم ہوئی۔ اُدھر تمام فضا حبشہ زندہ باد۔ اور شاہ نجاشی پائندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ سپاہیوں نے شاہ نجاشی کی سلامی اُتاری اور محاذ کی طرف روانہ ہو گئے۔

سپاہیوں کی روانگی کا منظر نہایت جذبات آفریں تھا۔ حبشہ کے ہزاروں نوجوان آلات حرب و ضرب سے لیس رنگا رنگ کی وردیوں میں ملبوس آزادی کے نشے میں سرشار ہمارے ناول کے ہیرو راس عمرو کی قیادت میں میدانِ کارزار کی طرف جا رہے تھے۔ راس عمرو ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا۔ چمکتی ہوئی زرہ بکتر بدن پر تھی۔ کمر میں ایک طرف تلوار اور دوسری طرف پستول لٹک رہا تھا۔ کاندھے پر بندوق تھی۔ اور ہاتھ میں حبشہ کا قومی نشان تھا۔ یہ بہادر سپاہی ادیس بابا سے بہت دور سمالی لینڈ کی سرحد پر جا رہے تھے۔ ہزاروں مائیں اپنے بچوں کو

میدانِ کارزار کی طرف رخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر باچشم نم کھڑی تھیں۔ فرخہ خوبصورت ریشمی لباس پہنے سڑک کے ایک کنارے کھڑی تھی جب راس عمرو کی فوج اس مقام پہ پہنچی۔ یہاں فرخہ کھڑی تھی۔ تو فرخہ نے فرطِ محبت سے بیخود ہو کر زندہ باد راس عمرو کا نعرہ لگایا۔ راس عمرو نے مسکراتے ہوتے جھک کر شکریہ ادا کیا۔ روانگی کے وقت بہادر سپاہیوں کی زبانوں پہ یہ گیت تھا۔

اے مقدس وطن تیری آزادی کے لئے لڑنا ہر حبشی کا فرض ہے۔

ہماری سوئی ہوئی قوم بیدار ہو رہی ہے۔ اور اس کے احساسات خودداری اور جذباتِ آزادی جاگ رہے ہیں۔

ہم ظالم کے چھکے چھڑا دینگے۔ اور اُس کی اُمیدوں کو خاک میں ملا دینگے۔

ہمارے ملک پر آزادی کا آفتاب چمکتا رہیگا۔ اور دشمن نامرادی کے ظلمتکدوں میں ہمیشہ کے لئے سو جائیگا۔

اے وطن مقدس!

ماں باپ کی محبت محبوب کی جدائی ہمیں اپنے فرض سے غافل نہیں کر سکتی۔ موت کا خیال ہمارے پائے استقلال کو ڈگمگا نہیں سکتا۔

نشاط و طرب اور حسین محفلوں کی یاد میدانِ جنگ کی طرف جانے سے ہمیں روک نہیں سکتی۔

اے مقدس وطن!

تیری آزادی کا تحفظ ان سب چیزوں پر مقدم ہے۔ مظلوموں کی آہیں۔ کسانوں کے شیون بیواؤں کے نالے اور یتیموں کی فریادیں خوشی کے نغموں سے بدل جانے کو ہیں۔

حبشہ کی سرزمین اغیار کے وجود سے پاک ہو جائیگی۔ اور سرور و نشاط کا مرکز بن جائیگی۔

اے مقدس وطن!

ہم میدانِ کارزار کی طرف جا رہے ہیں۔ ایسے پُرہول اور ہیبتناک میدان کی طرف جہاں انسانی خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے۔ جہاں دیو اجل مُنہ کھولے کھڑا ہے۔ جہاں ملک کی قسمتوں کا فیصلہ تلوار کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اے مقدس وطن!

جری۔ نڈر۔ جانباز۔ سرفروش اور دلیر سپاہیوں کے ایک قشون قاہرہ کے ساتھ۔

آزادی اور موت کی بازی لگانے کے لئے۔

میدانِ کارزار کی طرف جا رہے ہیں۔

اے مقدس وطن!

ہماری موت پر آنسو نہ بہانا۔ اے ملک کی مقدس ماؤں!

سپاہی کی موت ہی اُس کی حقیقی زندگی ہے۔

سپاہی کے خون سے قومیں زندہ اور ملک آزاد ہو جاتے ہیں۔

سپاہی آزادی کے نغمے اور جنگی ترانے گاتے ہوئے سمالی لینڈ کی سرحد کی طرف روانہ ہو گئے۔

اڈووا اور اڈیگراٹ پر بمباری

گونجتے تھے جن کے ڈنکے سے زمین و آسماں
چپ پڑے ہیں قبر میں اور ہوں نہ ہاں کچھ بھی نہیں

رات کا وقت تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ اڈووا اور اڈیگراٹ کی تمام آبادی خواب نوشیں کے مزے لے رہی تھی۔ آبادی پر سکوتِ مرگ طاری تھا۔ شہر کی تمام روشنیاں اطالوی طیاروں کے حملہ کے پیشِ نظر گل کر دی گئی تھیں۔ کہ نصف رات گذرے آسمان پر ایک گونج پیدا ہوئی۔ اور آسمان سے بے خبر آبادی پر آگ برسنی شروع ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام شہر نذرِ آتش ہو گیا۔ آگ کے شعلوں نے آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اطالوی طیاروں کی بمباری سے آغوشِ موت میں ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ بڑی بڑی سر بفلک عمارتیں اور رفیع الشان محل منہدم ہو کر زمین سے مل گئے۔ اس ناگہانی مصیبت نے اڈووا والوں کو بہت

زیادہ سراسیمہ کر دیا۔ بچوں کی چیخیں اور عورتوں کے نالے گولوں کے پھٹنے کی آوازوں میں گم ہو کر رہ گئے۔ مائیں اپنے بچوں کو چھاتی سے لگائے ہوئے اندھادھند شہر سے باہر بھاگی جا رہی تھیں۔ اور نوجوان اپنے بوڑھے ماں باپ کو اُٹھائے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ اوڈووا کی حبش چھاؤنی سے مشین گنوں اور طیارہ شکن توپوں کے ذریعے طیاروں پر گولیاں برسائی گئیں۔ لیکن اطالوی طیاروں پر اس فائرنگ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور رات کے تین بجے تک اوڈووا اور اڈیگرات کی آبادیوں پر بمباری کرتے رہے۔ جب اطالوی طیارہ والوں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ دونوں بستیاں بمباری کی وجہ سے جل کر خاک ہو گئی ہیں۔ تو وہ اطالوی ہوائی ستہ قر کی طرف پرواز کر گئے۔

صبح ہوئی۔ آسمان سے تاریکیوں کے سیاہ پردے پھٹے۔ اور تمام ستارے آسمان کے روزنوں میں چھپ گئے۔ افق مشرق پر سپیدی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور سہمے ہوئے طیور اپنے اپنے آشیانوں سے باہر نکلے۔ اُن کے نغمے فضا میں پھیل گئے۔ آفتاب گوشہ مشرق سے طلوع ہوا اور تمام دنیا بقعہ نور بن گئی۔ اطالوی فوجوں نے طیاروں کی حفاظت میں اوڈووا اور اڈیگرات کی چھاؤنیوں پر حملہ کیا۔ رات بھر کی بمباری سے بچے ہوئے حبشی سپاہیوں نے جم کر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ تمام دن

خونریز جنگ کا میدان گرم رہا۔ بہادر سپاہی داد شجاعت دیتے ہوئے بڑھتے رہے۔ اور گولیوں کا نشانہ ہو کر فرشتہ اجل کو لبیک کہتے رہے۔ سورج مغرب کی طرف جھکا۔ اور شفق کی سرخیاں اُس کی قدمبوسی کے لئے آگے بڑھیں۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ اُس کی دم توڑتی ہوئی سنہری کرنیں اڈیگراٹ کی مسمار شدہ عمارات پر ضوفشاں ہو رہی تھیں۔ کہ مغرب کی طرف سے اطالوی طیاروں کا ایک زبردست بیڑہ مسولینی کے داماد کی قیادت میں اڈیگراٹ کی جانب بڑھا۔ اِس فضائی بیڑے نے پوری سُرعت سے حبشی کیمپوں پر بمباری شروع کر دی۔ آسمان پر ابر چھا گئے۔ رات کی سیاہی کسی دوشیزہ کی سیاہ زلفوں کی سیاہی کو بات کر رہی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن اطالوی طیارے سرچ لائٹوں کی روشنی میں برابر اوڈوسہ پر آگ برساتے رہے۔ اُن کے آتش ریز بم ہزاروں بندگانِ خدا کو لقمۂ نہنگ اجل بنا چکے تھے۔ لوگ اپنا گھر باہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ سینکڑوں بھاگتے ہوئے حبشی اطالوی بمباری کا شکار ہو گئے۔ ہزاروں ماؤں کے لال۔ بہنوں کے بھائی۔ بیویوں کے شوہر۔ بیٹوں کے باپ نذرِ آتش ہو گئے۔ شہر میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور تمام شہر جل کر راکھ بن گیا۔

کتنی عبرت خیز اور سبق آموز تباہی ہے۔ وہ شہر جو اس وقت راکھ

کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔ چند گھنٹے پیشتر خوشیوں کی آماجگاہ تھا۔ اُس کے فراخ بازاروں میں حسین اپنے حسن پر اتراتے ہوئے چلتے پھرتے دکھائی دیتے تھے۔ اور مائیں اپنے بچوں کو مزے سے چھاتی پر لٹاتے ہوئے تھیں۔ مکانوں اور گلی کوچوں سے قہقہوں کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی تھیں۔ جن رفیع الشان عمارات سے مطربان خوش گلو کی سریلی راگنیاں سُنائی دے رہی تھیں۔ وہ سب محل۔ عمارات۔ گلی۔ کوچے اور بازار بمباری کی وجہ سے راکھ کا تودہ بن کر رہ گئے۔

عبرت! اے دنیا کے رہنے والو!! دنیا مقامِ عبرت ہے۔ ناپائیدار اور فانی ہے۔ اِس کی ہر چیز انقلاب آشنا ہے۔ اے حرص و آز کے بندو ہوس رانی اور جوع الارضی کے لئے بنی نوع انسان کا خون بہا کر تمہیں خوش نہ ہونا چاہیئے۔ پُرامن شہریوں پر بم نہ برسانے چاہئیں۔ تم نہیں جانتے۔ کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اور اُس کا انتقام سخت ہے۔

دوسرے کی تباہی پر خوش ہونے والو اپنی تباہی پر غور کرو۔ اپنے انجام پر نظر ڈالو۔ تاکہ تمہیں زندگی کا صحیح مفہوم اور حقیقت سمجھ آسکے۔ خداوند لم یزل نے انسان کو قیامِ امن کے لئے اِس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ جنگ وجدل کے لئے نہیں بھیجا۔ اطالوی حکومت جو آج حبشہ کی تباہی پر مسرت وانبساط کے ترانے گا رہی ہے۔ کل یقیناً اپنی تباہی پر خون کے آنسو روئیگی

رات نصف کے قریب گزری تھی۔ کہ اطالوی طیاروں نے بمبارڈ ختم کی۔ اور اطالوی فوجوں نے اڈیگراٹ اور اڈووا پر قبضہ کرلیا۔ حبشی فوجیں شکست خوردہ ہو کر پسپا ہوگئیں۔

مجلسِ اقوام کا اجلاس

من ازیں بیش نہ دانم کہ کفن دزداں چند
بہرِ تقسیمِ قبور انجمنے ساختہ اند!

آفتاب عالمتاب غروب ہو چکا تھا۔ اور رات کی تاریکیوں نے چرخِ نیلوفری کو سیاہ اوڑھنی اوڑھا کر تاریک کر دیا تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نوعروسانِ چمن سے سرگوشیاں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ جینوا کے گلی کوچوں اور بازاروں میں آج غیر معمولی رونق تھی۔ غیر ملکی وزرائے خارجہ موٹروں پر سوار بازار کا گشت کرتے دکھائی دیتے تھے۔ ہر طرف اطالیہ اور حبشہ کی جنگ کے متعلق عوام میں گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ اور لوگ حبشہ پر اطالیہ کے اقدام کو جارحانہ اور ظالمانہ قرار دے رہے تھے۔ جابجا کے نمائندے سیاست دان۔ فوجی افسر۔ سفرائے خارجہ اور نمائندگان ممالک جمیعتہ اقوام کی وسیع عمارت

کی طرف خوش گپیاں ہانکتے ہوتے جا رہے تھے۔ مجلس اقوام کے اجلاس میں آج اطالیہ کے ظالمانہ اقدام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جانی تھی۔ اور اُس کی غیر آئینی کارروائی کے خلاف مختلف ممالک نے متحدہ اقدام کرنے کا فیصلہ کرنا تھا۔ اجلاس شروع ہونے سے قبل مجلس اقوام کا وسیع ہال سامعین اور نمائندگان سے کھچا کھچ بھر گیا۔ لیگ کی رفیع الشان عمارت برقی قمقموں کی روشنی میں نہایت خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔ برقی روشنی نے رات میں دن کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ رات کے ساڑھے نو بجے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے اطالوی نمائندہ بیرن الائسی نے تقریر شروع کی اور کہا۔

کہ "اطالیہ کی معرکہ آرائی حبشہ کے فوجی اجتماع کا جواب تھی۔ اور اطالوی اس میں معاہدہ کی رو سے حق بجانب تھے۔ کیونکہ اشتعال انگیزی کا فوری اور لازمی ردِ عمل ضروری تھا۔"

آپ نے شاہ نجاشی کے اعلان کا اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جو اجتماع فوج کے حکم کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جس میں حبشی بہادروں کو ایری ٹیریا اور اطالوی سمالی لینڈ میں جنگ کرنے کے صلے میں انعامات دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔"

بیرن الائسی نے اعلان پڑھنے کے بعد کہا۔ کہ اطالوی حکومت مجلس

اقوام کی جدوجہد کا اعتراف کرتی ہے۔ لیکن مجلسِ اقوام کو ابتدا میں یہ سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ حبشہ لیگ میں شامل ہونے کے قابل نہیں۔

بیرن الائسی کی تقریر کے بعد تیرہ ارکان کی کمیٹی نے جسے اس بات کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ کہ وہ تحقیقات کرے۔ کہ جارحانہ اقدام کس نے کیا ہے۔ اپنی رپورٹ پیش کی۔ مجلس کے صدر نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اطالیہ کا حبشہ پر حملہ ایک ظالمانہ اقدام ہے۔ جسے کوئی حکومت اور سلیم العقل انسان صداقت پر محمول نہیں کر سکتا۔ اطالیہ نے لیگ کے فیصلوں اور بین الاقوامی معاہدوں کو ٹھکرا کر ایک کمزور ملک کی آزادی غاصبانہ طریق پر چھیننے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اُن تمام حکومتوں کو جو لیگ کی رکن ہیں۔ اس کے خلاف تعزیری کارروائی کر کے حبشہ کی آزادی کو بچانا چاہیئے اطالیہ نے جنگ کا آغاز کر کے معاہدہ کی دفعہ ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اطالیہ ایک جابر اور ظالم حملہ آور ہے۔ اسکے انسانیت سوز اقدام کی مذمت کرنا ضروری ہے۔ کونسل نے تیرہ ارکان کی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اطالیہ کو جابر قرار دیتے ہوئے چھ ارکان کی ایک کمیٹی بنادی۔ جس کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ وہ اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی کرنے کے لئے تجاویز مرتب کرے۔ دوسرے

دن مجلس اقوام کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر بین صدر جمعیۃ اقوام نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

کہ "جمعیۃ اقوام اس فیصلہ پر پہنچی ہے۔ کہ اطالیہ نے میثاق اقوام کی دفعہ ۱۲ کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ اور جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ تمام حکومتوں کو سنجیدگی اور بردباری سے اس جابرانہ اقدام کے خلاف کارروائی کر کے ایک بہت بڑے فرض سے سبکدوش ہونے کی دیانت داری سے کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ کسی مضبوط حکومت کو کمزور کی آزادی چھیننے کی جرأت نہ ہو۔"

آسٹریا کے مندوب نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"میری حکومت لیگ کے دوسرے ارکان کے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے پر مجبور نہیں ہے۔ حکومت آسٹریا کو لیگ پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اور وہ اس کے اصولوں سے پورا اتفاق رکھتی ہے۔ لیکن اطالیہ نے نہایت نازک حالات میں آسٹریا کے استحکام میں اس کی امداد کی تھی۔ اس لئے اب ہمیں اطالیہ سے پوری ہمدردی ہے۔ اور حکومت آسٹریا دوستی کے مواعید کو پس پشت نہیں ڈال سکتی

آسٹروی مندوب کی تقریر سے تمام حاضرین پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اور اُس کے رویہ پر حیرت و استعجاب کا اظہار ہونے لگا۔ ابھی اِس تقریر کی صدائے بازگشت ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ ہنگری کے نمائندہ نے اپنی تقریر سے کونسل کے اجلاس پر بجلی گرا دی۔ ہنگری کے مندوب موسیو ویلش نے ایک پُر جوش تقریر کرتے ہوئے کہا۔

کہ "ہم اطالیہ کی ناکہ بندی کی تجویز کے سلسلہ میں جمیعۃ اقوام کے دوسرے ارکان کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتے۔ مجھے یہ سُن کر رنج ہوا ہے۔ کہ ایک ایسے ملک کے خلاف حصار بندی کی تجاویز منظور کی جا رہی ہیں۔ جس کے ساتھ ہمارے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے ہیں"۔

ہنگری کے مندوب کی تقریر کے بعد اجلاس دوسرے دن پر ملتوی کر دیا گیا۔

صبح کا دلفریب وقت تھا۔ بادِ نسیم کے جھونکے گلہائے نو بہار سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ طائرانِ خوش الحان کے ترانے فضا میں گونج رہے تھے۔ آسمان پر ابر گوہر بار کے چھوٹے چھوٹے بچے کھیل میں مصروف تھے۔ اور کبھی کبھی بوندا باندی بھی ہو جاتی تھی۔ کہ لیگ کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ جس میں مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ اور

موسیو لاول نے زبردست تقریریں کیں۔ برطانوی مندوب نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ

"برطانیہ لیگ کے وقار کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ وہ اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی کا خیر مقدم کرتے ہوئے دوسری حکومتوں سے اپیل کرتا ہے۔ کہ اصول کی خاطر قربانی و ایثار کا جذبہ پیدا کریں۔"

آپ کے بعد فرانسیسی مندوب موسیو لاول نے کہا۔ کہ

"فرانس جنگ نہیں چاہتا۔ بلکہ اُس کا مقصد حبشہ اور اطالیہ کے درمیان تنازعہ کو خوش اسلوبی سے ختم کرانا ہے۔ فرانس تعزیری کارروائی میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اور لیگ کے وقار کو اپنا وقار سمجھتا ہے۔"

اس کے بعد اطالوی مندوب سائنور بیرن الاشی نے کہا۔ کہ لیگ جانبدارانہ اور جانبدارانہ اقدام اور فیصلہ کر رہی ہے۔ لیگ کو اطالیہ کا معاملہ معاہدہ اور بین الاقوامی قانون کے مطابق طے کرنا چاہیئے۔ اطالوی مندوب کی تقریر کے بعد صدر جمیعتہ نے فیصلہ کیا۔ کہ اطالیہ جابر ہے۔ لہٰذا اُس کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائیگی۔ اِس اعلان کے بعد اجلاس ختم ہوگیا۔

قصرِ نجاشی میں اطالوی جاسوس

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو پرایوں نے تباہ،
بندہ پرور کہیں اپنوں ہی کا یہ کام نہ ہو!

رات نصف سے زیادہ گذر چکی تھی - اور ماہتاب آسمان کی بلندی پر کمال تمکنت سے جلوہ افروز تھا۔ اُس کی سنہری چاندنی درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر ادیس ابابا کی گلیوں کو بقعہ نور بنا رہی تھی - ہر طرف سکوت کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ شاہ نجاشی ایک سر بفلک عمارت کے رفیع الشان کمرے میں چمڑے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ وہ ایک گھنٹہ تک خیالات کی عمیق گہرائیوں میں مستغرق سر جھکائے بیٹھے رہے۔ یکایک کمرے کا دروازہ کھلا - اور ایک سیاہ فام حبشی غلام اندر داخل ہوا۔

شاہ نجاشی:۔ (گہری سوچ سے سر اُٹھا کر) کون ہے؟

نوکر:۔ حضور کا غلام ہیلو!

نجاشی:۔ ہیلو! کیا راس نصیبو۔ جرنیل وہب پاشا۔ راس گسا۔ راس کاسا۔ راس سیوم اور راس عمرو آگئے۔

ہیلو: عالیجاہ! تمام اعیانِ دولت درِ دولت پر حاضر ہیں۔ حکم ہو تو اندر بلا لوں؟

نجاشی:۔ ہاں ہاں! انہیں عزت و احترام سے اندر بلا لاؤ۔

ہیلو:۔ ابھی لیجئے حضور۔

ہیلو آخری بات کہنے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور چند منٹ بعد متذکرہ بالا فوجی افسروں کو ساتھ لیکر کمرے میں داخل ہوا۔ تمام سرداران حبش شاہ نجاشی کو کورنش بجا لاتے۔ اور کرسیوں پر بیٹھ گئے شاہ نجاشی نے سلسلۂ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔

شاہ نجاشی:۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ہماری توقعات کے خلاف بہت سے خوش من اور غدار سردارانِ قبائل اطالوی فوجوں میں جا ملے ہیں۔ ان لوگوں نے ملک سے غداری کر کے دشمن کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اطالوی سفیر مقیم ادیس ابابا سادہ لوح حبشی سرداروں کو روپے کا جال بچھا کر اپنے دامِ فریب میں پھنسانے میں مصروف ہے۔ اور غدارانِ قومی نے اڈیجاٹ اوڈوا اور رکسم

پر قابض ہونے میں دشمنوں کی ہر ممکن امداد کی ہے۔ اس وقت یہ سب لوگ دشمن سے مل کر حبش کی آزادی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو اس لئے تکلیف دی گئی ہے۔ کہ آپ پر حکومت کو پورا پورا اعتماد ہے۔ آپ اس آڑے وقت میں حکومت کی امداد کریں۔ میں آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ اپنی تمام دماغی۔ اخلاقی۔ سیاسی قوتیں اِن دشمنانِ قوم و ملک کے منصوبوں کو خاک میں ملانے میں صرف کر دیں۔

راس نصیبو۔ ہم لوگ اپنے بادشاہ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ فرزندانِ حبش ملک کی ننگ و ناموس پر پروانہ وار فدا ہونے کو ہر وقت کمر بستہ بیٹھے ہیں۔ ہماری تلواریں۔ توپیں۔ بندوقیں۔ دشمنوں کے حق میں فرشتۂ اجل بن جائینگی۔ اور اُن کی اکثریت کو خاک میں ملا دینگی۔

جنرل واہیب پاشا۔ میں اپنی جنگی تدابیر اور ذاتی تجربات سے حبش کی آزادی کو بچانیکی ہر ممکن کوشش کرونگا۔

راس کاسا۔ جب تک حبش میں ایک آدمی بھی زندہ ہے۔ اُس وقت تک دشمنوں کی اُمیدیں آسانی سے پوری نہیں ہو سکتیں۔

راس عمرو۔ دنیا دیکھ لیگی۔ کہ حبشی بہادر کس بلا کے جنگجو ہوتے ہیں۔

راس سیوم:- وطن اور قوم کی عزت پر مرنے والے حبشی دلاور۔ اطالوی سمالی لینڈ پر قبضہ کر کے حبش کے عَلَم کو بلند ترین مقام پر گاڑ دینگے

راس گگسا۔ ہماری خارا شگاف تلواریں دشمنوں کے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گی۔

نجاشی:- میں آپ لوگوں کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند یسوع مسیح دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کو کامیاب و سرفراز کرے۔

دربار برخاست ہوگیا۔ شاہ نجاشی حرم سرا میں تشریف لے گئے اور اعیانِ سلطنت بھی ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ کمرے میں صرف راس ہیلو اور راس گگسا رہ گئے۔ راس ہیلو شاہ نجاشی کا ملازمِ خاص اور شاہی محافظ دستہ کا سردار تھا۔ اطالوی کارندوں نے راس گگسا کے ذریعہ جو بظاہر تو شاہ نجاشی کا خیرخواہ تھا۔ لیکن حقیقت میں اطالوی حکام کے ہاتھوں بک چکا تھا۔ راس ہیلو پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔

رات کی آخری ساعتیں تھیں۔ چاند کی دلفریب روشنی مدھم پڑ گئی تھی۔ آسمان کی سقفِ نیلی پر رات بھر چمکنے والے تارے ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے تھے۔ طائرانِ خوش الحان کے نغموں نے سکوتِ شب

کے دامن کو تار تار کر دیا تھا۔ کہ راس گگسا سے معمولی گفت وشنید کے بعد راس ہیلو شاہی کمرے میں داخل ہوا۔ اور ایک الماری کا قفل کھول کر کاغذات کو بغور پڑھنے لگا۔ اس وقت اس کے چہرے کی رنگت جلد جلد بدل رہی تھی۔ اور اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ نہایت عجلت سے کاغذات کو اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ کہ اُس نے ایک بڑا سا کاغذ اُٹھایا۔ جس پر ایک نقشہ بنا ہوا تھا۔ اور چند ضروری ہدایات تحریر تھیں۔ اُس کے چہرے پر خون دوڑنے لگا۔ اور آنکھیں کسی فوری خوشی کی وجہ سے چمک گئیں۔ وہ فرطِ جوش سے چلا اُٹھا۔

"پچاس ہزار روپیہ اب کہیں نہیں جا سکتا۔

وہ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ راس گگسا اُس کے انتظار میں باہر کھڑا تھا۔ وہ راس ہیلو کو دیکھتے ہی پکارا۔

"ہیلو! تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے"

راس ہیلو:۔ بیشک!

راس گگسا:۔ وہ کہاں ہیں؟

راس ہیلو:۔ کون۔ کیا؟

راس گگسا۔ نقشہ جات!

راس ہیلو:۔ میرے پاس ہیں۔

راس گگسا :- لاؤ مجھے دو!

راس ہیلو :- لیکن پچاس ہزار روپیہ ؟

راس گگسا :- (ایک تھیلی بڑھاتے ہوئے) یہ لو پچیس ہزار نقد۔

راس ہیلو :- (تھیلی جھپٹتے ہوئے) اور باقی ؟

راس گگسا :- ایک ہفتہ بعد

راس ہیلو :- (حیرت سے) ایک ہفتہ بعد

راس گگسا :- ہاں ایک ہفتہ بعد۔ راس ہیلو مجھ پر اعتماد کرو ؟

(راس ہیلو نے نقشہ جات راس گگسا کے سپرد کرتے ہوئے کہا) دیکھنا بھول نہ جانا۔

(راس گگسا محل سے باہر نکلتے ہوئے) نہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

راس گگسا اور ہیلو دونوں ایک دوسرے سے جُدا ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف چل دیئے۔

معرکہ اکسوم

پہنچ کر ساحلِ مقصود پر ناکام ہوتا ہوں
ملا ہے میری قسمت کو مقدر موجِ طوفاں کا

رات کے دو بجے کا وقت تھا۔ کہ حبشی دستوں نے اکسوم کی پہاڑیوں پر اژدہا پیکر توپیں نصب کر دیں۔ شہر باشندوں سے خالی کر دیا گیا۔ صرف گرجا گھروں میں پادری اور راہبہ عورتیں باقی رہ گئیں۔ کیونکہ اُنہیں یقین تھا۔ کہ اطالوی طیارے کلیساؤں پر بمباری نہیں کرینگے۔ حبشی سپاہی بڑی سُرعت سے پہاڑی مورچے قائم کر رہے تھے۔ کیونکہ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی اطالوی طیاروں اور فوجوں کے حملہ کا خطرہ تھا۔ حبشی فوجیں اکسوم میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ اور دشمن کے حملہ کا انتظار کر رہی تھیں۔ کہ رات کی تاریکیوں کی چادر صبح کی تجلیوں نے تار تار کر دی۔ افق مشرقی پہ سپیدی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور

وادی اکسوم فوجیوں کے نعروں کی فلک رس صداؤں سے گونج اُٹھی ابھی حبشی جرنیل فوجی دستوں کو مقامات خاص پر متعین نہیں کرچکے تھے۔ کہ اطالوی طیاروں نے اکسوم پر بمباری شروع کر دی۔ اور ایک گھنٹہ کے قلیل عرصہ میں دو ہزار بم گرا کر یہ طیارے مغرب کی طرف پرواز کر گئے۔ اکسوم کے رفیع الشان گرجے۔ مساجد اور معابد تمام تباہ کُن بمباری کی نذر ہو گئے۔ تمام شہر جل کر تودۂ راکھ بن گیا۔ اور سینکڑوں تارک الدنیا پادری اور بہادر حبشی سپاہی لقمۂ نہنگِ اجل ہو گئے۔ ابھی حبشی فوجیں نقصانِ عظیم اُٹھانے کے بعد سنبھلنے بھی نہ پائی تھیں۔ کہ اطالوی جرنیل ڈیبونو کی قیادت میں اطالوی توپخانہ نے آتشباری شروع کر دی۔ حبشی توپخانوں نے بھی جوابی بمباری شروع کر دی۔ تمام میدان کارزار کرہ نار بن گیا۔ آگ کے شعلوں میں پہاڑوں کے پتھر۔ انسانی اعضاء اور پرندے کشتہ ہو ہو کر گر رہے تھے۔ دو گھنٹے کی متواتر گولہ باری سے سینکڑوں حبشی اور اطالوی موت کی آغوش میں سو گئے وادی اکسوم کی سنگلاخ زمین پر انسانی خون دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بہنے لگا۔ شاہ خاور افق مشرق سے ذرا بلند ہوا ہی تھا۔ کہ اطالوی توپخانوں اور دبابوں نے نہایت سُرعت سے بمباری شروع کی۔ حبشی سپاہی جو چاروں طرف سے اطالوی فوجوں کو توپخانوں کی زد میں لئے

ہوئے تھے۔ بڑی بہادری اور جانفشانی سے بمباری کر رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دو ہزار اطالوی سپاہی موت کی نذر ہو گئے۔ جرنیل ڈیبونو نہایت سراسیمہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ لیکن جس راستے سے وہ اطالوی فوج کو نکال کر باہر لے جانا چاہتا تھا۔ وہ حبشی توپوں کی زد میں تھا۔ حبشیوں نے موقعہ غنیمت سمجھا۔ اور آتشباری پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے شروع کر دی۔ اس گولہ باری سے دو حبشی اطالوی رسالے موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ لیکن جرنیل ڈیبونو باقی ماندہ فوج کو نہایت صفائی سے نکال لے گیا۔ حبشیوں نے تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اسی فتح پر اکتفا کی وہ سمجھتے تھے۔ کہ اطالوی شکست خوردہ ہو کر پسپا ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ اطالویوں کی گہری چال تھی۔ جسے حبشی جرنیل سمجھ نہ سکے اور اس معمولی فتح پر بغلیں بجانے لگے۔ دن بھر کی خونریز لڑائی کے بعد گولہ باری بند ہو گئی۔ اور فضا میں کسی قدر سکون پیدا ہو گیا۔ جنگ ختم ہوئے ابھی بمشکل ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا۔ کہ آسمان پر ابابیلوں کی طرح اطالوی طیارے پرواز کرتے ہوئے دکھائی دے۔ حبشی جرنیل اس نئی مصیبت سے سخت سراسیمہ ہو گئے۔ اور انہوں نے حبشی سپاہیوں کو طیارہ شکن توپوں سے طیاروں پر آگ برسانے کا حکم دیا۔ دونوں طرف سے آگ برسنی شروع ہو گئی۔ اٹلی کے متحرک قلعے ٹینک پہاڑیوں

پر چڑھ گئے۔ اور خوفناک جنگ کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ اِدھر اطالوی طیارے بمباری کر رہے تھے۔ کہ اُدھر اطالوی فوجوں نے مشرقی درّوں سے نکل کر حبشی مورچوں پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سے درّوں کو مسمار کر دیا۔ دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔ تلواریں نیاموں سے تڑپ کر نکلیں اور انسانوں کے سمندر میں غائب ہو گئیں۔ بہادر دادِ شجاعت دیتے ہوئے فرشتہ اجل کو لبیک کہنے لگے۔ رات بھر جنگ کا بازار گرم رہا گولیوں کی متواتر باڑوں سے سینکڑوں آدمی مر گئے۔ اور مجروح ہوئے گولی تڑاق پڑاق کرتی ہوئی نکلتی تھی۔ اور بہادروں کے دل و جگر چھلنی کرتی ہوئی نکل جاتی تھی۔ .. ..

.. .. تلواریں خون انسانی سے اپنی پیاس بجھا رہی تھیں۔ اور انسانی اعضا گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آکر کچلے جا رہے تھے۔ زخمیوں کی آہ و بکا۔ قومی نعروں کی صدائیں۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ توپوں کی دنادن۔ اور ہتھیاروں کی جھنکار سے فضا گونج رہی تھی۔

سردیوں کا موسم تھا۔ لیکن بہادر سپاہی پسینہ سے شرابور ہو رہے تھے۔ چار گھنٹے تک وہ تلوار چلی۔ کہ فرشتہ اجل بھی الامان الحفیظ پکار اُٹھا۔ اِس دنیائے ناپائیدار میں تہذیب نو کے پرستاروں نے ہوس

حکمرانی سے اندھا ہو کر وہ ستم ڈھائے۔ کہ آسمان بھی خون کے آنسو رو دیا۔ آسمان پر اُودی اُودی گھٹائیں منڈلا رہی تھیں۔ رعد گرج رہا تھا۔ اور بجلی چمک رہی تھی۔ یکایک بارش شروع ہوگئی۔ اور آسمان کے آنسوؤں کا پانی خونِ انسانی سے مل کر دریا کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔ لیکن جنگ برابر جاری رہی۔ گھمسان کی معرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ تلوار چل رہی تھی۔ اور بہادر کشتہ ہو ہو کر گر رہے تھے۔ کہ حبشیوں نے زبردست حملہ کیا۔ جس سے اطالویوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ عین اُس وقت جبکہ اطالوی بھاگنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غدار وطن راس گکسا نے عقب سے حبشیوں پر حملہ کر دیا۔ اور اطالویوں کی شکست فتح سے تبدیل ہوگئی۔ اور حبشی بہادر چاروں طرف سے گھر گئے۔ رات کا آخری وقت تھا۔ کہ حبشی شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے لیکن اطالوی طیاروں۔ توپوں۔ مشین گنوں اور دبابوں نے چہار اطراف سے اُن پر آتشباری شروع کر دی۔ اور بیس ہزار حبشی سپاہی میدانِ کارزار میں ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ سورج طلوع ہونے سے قبل میدان حبشیوں سے خالی ہوگیا۔ اور اطالویوں نے اکسم پر قبضہ کر لیا۔

آفتاب عالمتاب طلوع ہوا۔ اور اطالوی فوجیں نصرت و کامرانی کا پھریرا لہراتی ہوئی اکسم پر داخل ہوئیں۔ اطالویوں نے شہر میں

داخل ہوتے ہی قتلِ عام شروع کر دیا۔ سرکاری دفاتر۔ رفیع الشان عمارات اور محلات۔ گرجے اور مساجد سب نذرِ آتش کر دیئے۔ دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ اور پُرامن شہریوں اور تارک الدنیا راہبوں کو سنگینوں کی نوکوں اور نیزے کی انیوں سے تڑپا تڑپا کر ہلاک کیا گیا۔ باعصمت خواتین کے دامن ہائے عفت کو تار تار کر دیا گیا۔ اطالوی درندوں نے الحسم میں وہ وہ مظالم ڈھائے۔ کہ لوگ ظلمِ چنگیزی کو بھول گئے۔ یتیم بچے گلیوں میں بلکتے پھرتے تھے۔ اور بیوہ عورتیں نالہ وشیون کرتی ہوئی ہر طرف دکھائی دیتی تھیں۔ کوئی ان کا پُرساں حال نہیں تھا۔ عجب کس مپرسی کا عالم تھا۔ اطالوی درندے بچے دیکھتے تھے۔ سنگینوں پر اُٹھا لیتے تھے۔ تین دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ آخر امن قائم ہو گیا۔

رقیب رُوسیاہ

قمری مہینے کی ابتدائی تاریخیں تھیں۔ ماہتاب اوجِ فلک پر نہایت ہی شگفتگی کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ اس کی سنہری شعاعیں پہاڑی ندی کی لہروں سے کھیل رہی تھیں۔ ندی میں فرخندہ کے جذبات کی طرح ایک تلاطم برپا تھا۔ لہریں اُچھلتی۔ کودتی۔ گاتی اور پتھروں سے ٹکراتی ہوئی اُٹھ رہی تھیں۔ ہوا کی شوخیاں کسی محشرخرام حسینہ کی طرح شباب پر تھیں۔ کنارِ آب کا سبزہ ہوا سے لہرا رہا تھا۔ اور پھول چاندنی میں اپنے حسن پر اِترا رہے تھے۔ فرخندہ اس خوشگوار منظر میں گھٹنوں سر جھکائے ندی کے کنارے بیٹھی رہی۔ خاموش و ساکت بیٹھی وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ اور دیر تک سوچتی رہی۔ آخر اُس کے نازک نازک یاقوتی لبوں کو جنبش ہوئی۔ اور سکوتِ شب میں ایک دھیمی سی آواز دور تک پھیل گئی۔ آہ کتنے سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے فقرے ہیں۔ جو اس وقت حرماں نصیب فرخندہ کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں۔ فرخندہ نے کہا۔

"عمرو! پیارے عمرو!! میرے دل کے قرار۔ میری آنکھوں کے سرور میرے ظلمتکدہ محبت کے نور۔ عمرو۔ تم کہاں ہو۔ تمہیں دیکھنے کے لئے میری آنکھیں بیتاب ہیں۔ عمرو! میں بیتاب ہوں۔ بیقرار ہوں۔ مضطرب ہوں۔ پریشان ہوں۔ تڑپتی ہوں۔ ڈھونڈھتی ہوں۔ لیکن تجھے نہیں پاتی۔ تم کہاں ہو۔ ڈھونڈھتی ہوں۔ پیارے عمرو تجھے۔

شب کی تاریکیوں میں۔ گل و بلبل کی محبت میں۔ چمکنے والے ستاروں میں۔ لالہ زاروں میں۔ چاند کے داغوں اور اُس کی ضُوفشانیوں میں۔ آفتاب کے تابانی جلووں میں۔ دل کے پھپھولوں میں۔ بارش کی ننھی ننھی بوندوں اور ندی کی تلاطم افزا موجوں میں۔ صحرا کے ذروں میں۔ اور جنگل کے خاروں میں ڈھونڈھتی ہوں۔ لیکن تجھے نہیں پاتی۔ تم کہاں ہو۔ پیارے عمرو تم کہاں ہو۔

آبشار کی ترنم ریزیوں۔ کوہسار کی برفانی چوٹیوں اور مرغزار کے سبزہ زاروں میں تجھے ڈھونڈھتی ہوں۔ آسمان کی بلندیوں اور زمین کی پستیوں میں۔ بادل کی اُودی اُودی گھٹاؤں اور بلبل کی نوا سنجیوں میں ڈھونڈتی ہوں۔ لیکن تمہیں نہیں پاتی۔ تم کہاں ہو۔ پیارے عمرو۔

آ پیارے عمرو آ۔ اب میرے ٹوٹے ہوئے دل میں سکت نہیں۔ کہ

تمہارے ہجر و فراق میں آدھی راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نالہ و شیون کروں
آ اے میری آنکھوں کے تارے۔ میرے ٹوٹے ہوئے دل کے قرار۔
میرے دل پر اپنا آسن جما۔ ایک عرصہ سے تمہارے ہجر میں چوب خشک
کی طرح جل رہی ہوں۔ فتح و کامرانی کے ساتھ واپس آ۔ قوم و ملک کی
آزادی کی نوید جانفزا بن کر آ۔ پیارے عمرو۔ آ۔ پیارے عمرو آ

فرخہ انہیں خیالات میں مستغرق بیٹھی آہستہ آہستہ گنگنا رہی تھی۔ کہ
کسی کے پاؤں کی آہٹ نے اُسے چونکا کر دیا۔ اُس کے خیالات میں
انتشار پیدا ہو گیا۔ ایک نوجوان جو فوجی لباس میں ملبوس تھا۔ جھاڑیوں
سے یہ شعر پڑھتا ہوا ظاہر ہوا۔

بڑھاپا چرخ کا تیری جوانی دونوں قاتل ہیں
ستمگر تو بنا ہے تیر ہو کر وہ کماں ہو کر!

یہ فوجی نوجوان دیو ہیکل کی طرح فرخہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نووارد
کو دیکھتے ہی فرخہ کا دل دھڑکنے لگا۔ بدن خوف و ہراس کی وجہ سے کانپنے
لگا۔ اور کشادہ پیشانی پر شرم و حیا کی وجہ سے پسینہ کے قطرے نظر آنے
لگے۔ اس کی آنکھوں میں سرسوں پھول گئی۔ وہ بیچاری دبک کر ایک
کونے کی طرف ہٹ گئی۔ نوجوان دیر تک اس پیکرِ حسن خداداد کو دیکھتا
رہا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد نوجوان نہایت ہی بشاشت سے فرخہ

سے متکلم ہوا۔

نوجوان:۔ کیا آپ کا نام فرخہ ہے ؟

فرخہ:۔ جی ہاں! اور آپ کا نام راس ہیلو ہے ؟

راس ہیلو:۔ جی ہاں خاکسار کو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فرخہ:۔ تشریف رکھئے ۔ محترم سردار! آپ کھڑے کھڑے تھک جائینگے

راس ہیلو:۔ بہت بہتر (کہتے ہوئے ندی کے کنارے گھاس پر بیٹھ گیا۔

جب راس ہیلو بیٹھ گیا۔ تو فرخہ دزدیدہ نظروں سے اُسے دیکھتی رہی۔ اور اُس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی رہی۔ راس ہیلو کچھ دیر خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اُس نے سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا۔

"فرخہ! تم کس قدر حسین ہو۔ تمہارا حسن حیا سوز پرستش کے قابل ہے تمہاری ادائیں . . . . . . !"

فرخہ:۔ (غصہ سے تھرتھراتے ہوئے بات کاٹ کر) یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ ایسے مہذب انسان کی زبان سے ایسے الفاظ نکلتے ہوئے معیوب معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو تہذیب کے دائرہ میں رہ کر گفتگو کرنی چاہیئے۔ آپ اس ملک کی بہو بیٹیوں کی عزت کے محافظ ہیں۔ آپ کو ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم محسوس کرنی چاہیئے۔

راس ہیلو:- آپ سے ! مَیں ایک مدت سے اِس موقعہ کی تلاش میں تھا۔ کہ آپ سے تنہائی میں اپنے عشق کا اظہار کروں لیکن کوئی موقعہ ہاتھ نہیں آتا تھا۔ آج آپ کو تنہائی میں پاکر اتنی جرأت کر رہا ہوں اُمید ہے کہ آپ میری محبت کو ٹھکرا کر مجھے افسردہ نہیں کرینگی۔

فرخہ:- دیکھو ہیلو:- تمہیں اپنی حیثیت سے بے نیاز نہیں ہو جانا چاہیئے۔ تم جانتے ہو۔ کہ تم ایک معمولی سپاہی تھے۔ میرے باپ کی مہربانی سے تم اس عروج تک پہنچے۔ تم ایک ناچیز ذرہ تھے۔ تمہیں ہم نے اوج کمال تک پہنچا دیا۔ تمہیں اپنی آقازادی سے ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم محسوس کرنی چاہیئے۔

راس ہیلو:- مَیں سب کچھ جانتا ہوں۔ مجھے تمہارے خاندان کے احسانات یاد ہیں۔ لیکن عشق آقا اور غلام کی قیود سے آزاد ہے۔ مجھے بیحد محبت ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم میری بن کر رہو۔

فرخہ:- دیکھو۔ راس ہیلو۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اب میں تمہاری لغو اور حیا سوز باتوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اپنی زبان کو بند کرو۔ ورنہ . . . . . . !

راس ہیلو:- ورنہ کیا ہوگا؟

فرخہ:- وہی جو ایک شریف زادی اپنی عزت کو بچانے کی خاطر کر سکتی ہے

راس ہیلو:۔ (مسکراتے ہوئے) کیا تم مجھے قتل کر دوگی؟
فرخہ:۔ ہو سکتا ہے کہ میں اپنی عزت کو بچانے کی خاطر ایسا کر گذروں
ہیلو:۔ بڑا دم خم ہے۔ بڑی بہادر ہو۔ بڑی پارسا بنی پھرتی ہو۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تم ایک شرابی سے محبت کرتی ہو۔ راتوں کو چھپ چھپ کر اُس کے گھر جاتی ہو۔ اُس سے راز و نیاز کی باتیں کرتی ہو۔ پھر اس پر پارسائی کا دعویٰ کرتی ہو۔
فرخہ:۔ (لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے) عجیب بے وقوف انسان ہو کون شرابی۔ کس کا مکان اور کون راتوں کو چھپ چھپ کر وہاں جاتی ہے؟
راس ہیلو:۔ چوری اور پھر دیدہ دلیری۔ فرخہ میں جانتا ہوں۔ مجھ سے تم اپنے عشق کو نہیں چھپا سکتیں۔ کیا تم راس عمرو سے محبت نہیں کرتی۔ کیا تم نے اُسے فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور نہیں کیا۔ اُس رات کی تمام گفتگو مجھے معلوم ہے۔
فرخہ راس ہیلو کی زبان سے راس عمرو کا نام سن کر گھبرا گئی۔ اُس کے خوبصورت رخساروں پر زردی چھا گئی۔ اُس نے اپنی بگڑی ہوئی حالت سنبھالتے ہوئے کہا۔
"راس ہیلو تم جھوٹ بولتے ہو۔ میں آج تک کبھی عمرو کے مکان پر

نہیں گئی۔ میں صرف اتنا جانتی ہوں۔ کہ وہ ایک شریف۔ بہادر اور جری محب وطن ہے۔"

راس ہیلو:۔ عورت کی عیاری مشہور ہے۔ تم ایک شرابی۔ زانی اور بزدل انسان کو بہادر۔ جری۔ شریف اور محب وطن کہہ کر مجھے فریب نہیں دے سکتی۔ میں تمام راز سے واقف ہوں۔ تم مجھ سے اپنا راز عبث چھپانے کی کوشش کر رہی ہو؟

فرخندہ:۔ (غصہ سے کانپتے ہوئے) تم میرے راز سے واقف ہو۔ تو ہوا کرو۔ میری بلا سے اور عمرو کے جوتے سے تم میرا اور عمرو کا کیا بگاڑ سکتے ہو۔ سنو! راس ہیلو۔ میں تم پر ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ مجھے عمرو سے محبت ہے۔ میں اُسے اپنے دل کا مالک سمجھتی ہوں۔ تم جو کچھ کر سکتے ہو تمہیں اجازت ہے۔

راس ہیلو:۔ کیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہیں ایک شرابی۔ زانی اور اوباش آدمی کی محبت پر فخر کرتے ہوئے حیا محسوس نہیں ہوتی۔

فرخندہ:۔ زبان سنبھالو۔ عمرو کی شان میں اگر ایک لفظ بھی کہا۔ تو تمہاری نعش زمین پر تڑپتی ہوئی نظر آئیگی۔ عمرو تمہاری طرح ذلیل۔ کمینہ۔ بُزدل بدمعاش اور غدار وطن نہیں۔ میں اُس سے محبت کرتی ہوں۔ اور کرتی رہونگی۔ وہ ایک شریف زادہ اور بہادر جرنیل ہے۔

راس ہیلو:۔ فرخہ! اس دیوانگی کو جانے دو۔ ابھی وقت ہے۔ میری بات مان لو۔ ورنہ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔

فرخہ:۔ (کسی قدر تن کر) پچھتانا پڑے گا۔ کس بات پر؟

راس ہیلو:۔ (تلوار نیام سے نکالتے ہوئے) دیکھو فرخہ تم میری محبت کو ٹھکرا کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ تمہیں میری محبت کا اقرار کرنا ہی ہوگا۔

فرخہ:۔ بزدل کہیں کا۔ تمہیں تلوار سے حملہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ میں اس جگہ پر اکیلی ہوں۔ اور میرا کوئی مددگار نہیں۔ سنو راس ہیلو۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اور اُس کا انتقام سخت ہے۔ وہ اپنے کمزور بندوں کو ظالموں کے ہاتھوں سے ہر وقت بچایا کرتا ہے۔ تمہاری دھمکیاں مجھے صراط مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ثابت نہیں ہو سکتیں۔ میں عمرو کی ہوں۔ اور اُس کی ہو کر اس دنیا میں زندہ رہونگی۔

ہیلو:۔ دیکھو! فرخہ تم میرے قبضہ میں ہو۔

فرخہ:۔ اور تم خدا کے قبضہ میں ہو۔

ہیلو۔ خدا کسے کہتے ہیں۔ کہاں ہوتا ہے۔ کیا کرتا ہے۔

فرخہ:۔ خدا وہی ہے۔ جس نے حضرت عیسیٰ کو بے باپ کے پیدا کیا

اور موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون کو شکست دی۔ اور اُسے نیل میں غرق کر دیا۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی مدد کرتا ہے۔

ہیلو نے آگے بڑھ کر فرخہ کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہوئے کہا۔

"فرخہ! اپنے خدا کو اب اپنی امداد کے لئے بلاؤ۔ کہ وہ تمہیں میری گرفت سے آزاد کرائے"

فرخہ:۔ او ظالم۔ ستمگر۔ درندے۔ حیوان نما انسان! سن۔ زمین بدل سکتی ہے۔ آسمان ٹوٹ سکتا ہے۔ دریا چلتے چلتے رُک سکتے ہیں سمندر خشک ہو سکتے ہیں۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے۔ فرخہ موت سے ہمکنار ہونے کے لئے تیار ہو سکتی ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ عمرو کی محبت سے دست کش ہو جائے۔ اور ایک بزدل انسان کی لونڈی بن کر زندگی بسر کرے"۔

ہیلو نے تلوار کا وار فرخہ پر کرتے ہوئے کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم عمرو سے محبت کرنے کے لئے اِس دنیا میں زندہ رہو۔

فرخہ نے پھرتی سے پیچھے ہٹتے ہوئے تلوار کا وار خالی دیا۔ ابھی راس ہیلو دوسرا وار کرنے کے لئے سنبھل بھی نہیں سکا تھا۔ کہ

عقب سے کسی نے اُس پر نیزے سے حملہ کیا۔ نیزہ اُس کے بازو پر لگا۔ اور وہ تڑپ کر زمین پر گر پڑا۔ اجنبی حملہ آور نے آگے بڑھکر فرخہ سے کہا "محترم خاتون! اب تم جا سکتی ہو۔ ظالم کو اُس کے کیئے کی سزا مل گئی"۔

فرخہ:۔ کیا میں اپنے محسن کا نام پوچھ سکتی ہوں۔

حملہ آور:۔ مجھے طاؤس کہتے ہیں۔ مَیں راس عمرو کا خانہ زاد غلام ہوں

فرخہ:۔ طاؤس۔ راس عمرو کا ملازم طاؤس۔

طاؤس:۔ جی ہاں۔ راس عمرو کا ملازم طاؤس

فرخہ:۔ تم اتنی رات گئے۔ یہاں کیسے آ پہنچے۔

طاؤس:۔ میں یونہی سیر کرتے ہوئے اِدھر آ نکلا۔ آپ پر حملہ ہوتے دیکھا۔ تو آپ کو بچانا اپنا فرض سمجھا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ کہ آپ کون ہیں۔

فرخہ:۔ کیا تم مجھے نہیں جانتے طاؤس۔

طاؤس ۔(دونوں آنکھیں فرخہ کے چہرے پر جماتے ہوئے تجسس کی نظروں سے دیکھتے ہوئے) اوہو! آپ ہیں۔ فرخہ۔ آپ اس بدطینت کی گرفت میں کیسے آ گئیں۔

فرخہ:۔ میں اِن دلفریب مناظر کا لطف اُٹھانے کے لئے یہاں بیٹھی تھی۔ کہ اِس بدطینت نے حملہ کر دیا۔ کہو تمہارے آقا کا کوئی خط آیا۔

طاؤس :- نہیں - دفترِ جنگ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ جنوبی محاذ کی طرف بھیج دیئے گئے ہیں - وہاں وہ جرنیل وہب پاشا اور راس نصیبو کی فوجوں سے مل کر اطالویوں کا مقابلہ کرینگے -

فرخہ :- جنوبی محاذ کی طرف بھیج دیئے گئے ہیں کب ؟

طاؤس :- ایک ہفتہ ہوا - شاید شاہ نجاشی بھی بہت جلد اس محاذ پر چلے جائیں -

فرخہ :- طاؤس ! تم بتا سکتے ہو - کہ وقت کیا ہو گا -

طاؤس :- آسمان کی طرف دیکھ کر ! یہی ایک سوا ایک بجے کا وقت ہو گا -

فرخہ :- اوہو ! بہت رات گذر گئی - اب گھر چلنا چاہیئے - دیکھو طاؤس تم اپنے مالک کی خیریت کی اطلاع مجھے دیتے رہا کرو - سمجھے طاؤس !

طاؤس - بہت بہتر حضور !

فرخہ آہستہ آہستہ گھر کو چل دی - طاؤس بھی چند قدم اُس کے ساتھ آیا - اور پھر واپس چلا گیا - راس ہیلو زخمی حالت میں تمام رات ندی کے کنارے پڑا رہا - صبح ہوئی - تو فوجی سپاہی اُسے اُٹھا کر ہسپتال لے گئے - اُس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے دفترِ جنگ کو اطلاع دی - کہ رات ایک اطالوی جاسوس نے اُس پر حملہ کر کے اُسے زخمی کر دیا ہے -

شب خوں

پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ دُور تک پھیلا ہوا ہے۔ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر سیاہ فام حبشیوں کے انبوہ جدید اور قدیم آلاتِ حرب سے لیس اطالوی عساکر کے انتظار میں چشم براہ بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ موت کے دیو سیاہ مُنہ کھولے شکار کی تلاش میں کھڑے ہیں۔ ریگ زار کی ریت کے ذروں کی طرح جنہیں دیکھ کر تشنہ لب قافلے والے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ زمین سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ لیکن جب پاس پہنچتے ہیں۔ تو پانی کی بجائے ریت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسے ہی حبشیوں کے غول کے غول پہاڑوں کی چوٹیوں پہ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جب اطالوی لشکر وہاں پہنچتے ہیں۔ تو چند سیاہ پتھروں کے سوا انسان کا دور تک نشان دکھائی نہیں دیتا۔ جب اطالوی لشکر مایوس ہو کر آگے بڑھتا ہے۔ تو عقب سے حبشی اس پہ حملہ کر دیتے ہیں۔ اور لشکر کو شدید نقصان پہنچاتے

ہیں۔ اس قسم کی جنگیں آج سے سالہا سال پہلے لڑی جاتی تھیں یہ
اِن قدیم طریقہ ہائے جنگ سے حبشی اطالوی افواج کو سخت نقصا
پہنچاتے ہیں۔ اوڈوا کی پہلی لڑائی بھی حبشیوں نے اسی طرح لڑی تھی۔
جس میں اطالیہ کو خوفناک شکست ہوئی تھی۔ اور ہزاروں اطالو
میدانِ کارزار میں کھیت رہے تھے۔ موجودہ جنگ کے متعلق خود اطالو
جرنیلوں کا یہ بیان ہے۔ کہ "حبشی بزدلانہ طور پر کمین گاہوں میں بیٹھ کر
اطالوی سپاہ کو نقصان پہنچاتے اور شب خوں مارنے کے موقعہ
تلاش میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جب موقعہ دیکھتے ہیں۔ تو یکبارگی حملہ
کے معرکہ قتال و جدال شروع کر دیتے ہیں۔ وہ جنگ کرنی نہیں جا
بلکہ آنکھ مچولی میں بڑے ماہر ہیں"۔
وسط نومبر کی ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ اطالوی عساکر بڑے تزک
و احتشام سے گرلوسوبی اور گورائی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کہ حبشیوں
نے کمین گاہوں سے نکل کر اِن پر حملہ کر دیا۔ اور اطالوی لشکر کو چار
طرف سے گھیر لیا۔ خونریز جنگ کا آغاز ہوا۔ تمام رات تلوار چلتی رہی۔
سنگلاخ پہاڑیوں پر خون کے دریا بہہ نکلے۔ اٹھ دہ پیکر توپیں۔ بندوقیں
خطرناک بم اور مشین گنیں تمام رات چلتی رہیں۔ اور قتل و غارت کا باز
گرم رہا۔ آسمان پر چمکنے والے ستارے تمام رات اِن لوگوں کی درندگ

مسکراتے رہے۔ حتےٰ کہ صبح ہوگئی۔ ابھی آفتاب عالمتاب طلوع نہیں ہوا تھا۔ کہ حبشی لشکر منتشر ہوگیا۔ اس رات فرشتۂ اجل نے دو ہزار حبشیوں اور پندرہ سو اطالویوں کی روحیں قبض کیں۔ اطالوی حبشیوں کی اس جسارت پر حیران تھے۔ کہ تمام رات لڑنے کے بعد رات کی تاریکیوں میں وہ نہایت خاموشی اور سکوت سے منتشر ہو گئے۔ اس واقعہ نے اطالوی لشکر کی پیش قدمی روک دی۔ اور وہ تین دن تک اس مقام پر خیمہ زن رہا۔ تاکہ حبشیوں کی کمین گاہوں کا پتہ لگا سکیں۔ اطالوی طیارے جھاڑیوں اور غاروں پر بمباری کرتے رہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو بمباری سے اُڑا دیا گیا۔ لیکن حبشیوں کا کہیں پتہ نہ چلا۔ جب اطالویوں کو اطمینان ہو گیا۔ کہ اب حبشی حملہ آور منتشر ہو گئے ہیں۔ تو اُنھوں نے پیش قدمی شروع کی۔ اطالوی طیارے اطالوی فوج کے سروں پر پرواز کر رہے تھے۔ ابھی اطالوی فوج گوراہائی کے قریب نہیں پہنچی تھی۔ کہ یکایک پہاڑوں کی چوٹیوں پر طبلِ جنگ بجنے کی صدا بلند ہوئی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور رات کی تاریکیاں آہستہ آہستہ آسمان پر تسلط جما رہی تھیں۔ اطالوی لشکر نے حفظ ماتقدم کے طور پر اُسی جگہ مورچے قائم کر لئے۔ اور حبشیوں کے حملہ کا انتظار کرنے لگے۔ اطالویوں کا خیال تھا۔ کہ حبشی عقب سے حملہ آور ہونگے۔ اس لئے اُنھوں نے چاروں طرف مورچے

قائم کر کے توپیں نصب کر دیں۔ تاکہ حبشی جس طرف سے بھی حملہ آور ہوں۔ اُن پر توپوں سے شدید گولہ باری کی جائے۔ اطالوی تمام رات حبشیوں کے حملہ کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن حبشیوں نے کوئی حملہ نہ کیا لیکن طبل کی آواز اور نعروں کا شور تمام رات سُنائی دیتا رہا۔ صبح ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے۔ کہ حبشیوں نے اطالوی لشکر کے دائیں بازو پر حملہ کیا۔ اطالوی لشکر نے تمام منتشر طاقت کو اِس نقطہ پر جمع کر دیا خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ اور بہادر سپاہی دادِ شجاعت دیتے ہوئے آزادی وطن کی قربانگاہ پر نہایت مردانگی اور شجاعت سے بھینٹ چڑھ رہے تھے۔ حبشی توپیں اطالوی مورچوں اور خندقوں پر گولے برسا رہی تھیں۔ اور اسود پوش اطالوی دستہ بڑھ بڑھ کر حبشیوں کے حملہ کا جواب دے رہا تھا۔ کہ یکایک عقب سے حبشی قبائلی لشکر نے حملہ کر کے اطالوی سپاہیوں کو سنگینوں پر دھر لیا۔ ایک گھنٹہ کے قلیل عرصہ میں تمام میدان کا رزار نعشوں سے پٹ گیا۔ ہزاروں بہادر گاجر مولی کی طرح کٹ گئے۔ گولہ باری بند ہو گئی۔ اور اطالویوں نے خندقوں سے نکل کر حبشیوں پر حملہ کیا خون آشام تلواریں۔ نیزے اور سنگینیں بلند ہوئیں۔ اور برق سی تیزی کے ساتھ انسانوں کے سمندر میں غائب ہو کر کاٹ چھانٹ کرنے لگیں۔ گولیوں کی تڑاق پڑاق سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھیں۔ قیامت کا

شور برپا تھا۔ کہ اُفق مشرق سے شہوارِ مشرق نے سر نکالا۔ اور تمام فضا اُس کی روشنی سے منور ہوگئی۔

حبشیوں نے دن کے اُجالے میں بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اطالوی طیاروں نے آسمان پر سے اُن پر بمباری شروع کر دی۔ یہ وقت حبشیوں کے لئے بڑا نازک وقت تھا۔ وہ سخت سراسیمہ ہو رہے تھے۔ کہ راس نصیبو کی فوجوں نے آگے بڑھ کر اطالوی مورچوں پہ حملہ کیا اور طیارہ شکن توپوں اور مشین گنوں سے طیاروں پر فائر شروع کر دیئے۔ شدید فائرنگ کے بعد حبشیوں نے پانچ اطالوی طیاروں کو زمین پر گرا لیا۔

اِس میں شک نہیں۔ کہ حبشی اطالوی عساکر کی طرح جدید فنونِ حرب سے واقف نہیں تھے۔ اِن کے پاس طیارے کافی تعداد میں موجود نہیں تھے۔ ان کے پاس اسلحہ کی بھی کافی تعداد نہیں تھی۔ لیکن ان تمام کمزوریوں کے باوجود اُنھوں نے خونخوار شیروں کی طرح ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا لیکن اس بے سروسامانی میں وہ کب تک ڈٹ کر دشمن کے مقابلہ میں کھڑے رہ سکتے تھے۔ آخر اطالوی طیاروں کی بمباری نے اُن کو منتشر ہونے پر مجبور کر دیا۔ حبشی مغربی پہاڑیوں کی طرف پسپا ہو گئے۔ اور اطالویوں نے آگے بڑھ کر گورہ ہائی اور گرلوگوبی پہ قبضہ کر لیا۔ اور اطالوی

علم نصب کر کے۔ تمام حبشی سرداروں کو اسیر کر لیا۔ شہروں میں فوجی قانون کا نفاذ کر کے حبشہ کی سرکاری عمارات پر قبضہ کر لیا۔ بازاروں کو لوٹ لیا۔ اور حبشی خواتین کو سخت بیعزت کیا۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔

مفتیٔ اعظم سید محمدؐ ابن حسن کو پھانسی

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن نہیں
یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

نصف رات کا وقت تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور ماہتاب بادلوں سے آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ برساتی رات تھی۔ سرد ہوا کے خنک آمیز جھونکے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ بلیانو کی چھاؤنی کے تمام محافظ اطالوی سپاہی خواب خرگوش میں پڑے خراٹے بھر رہے تھے۔ کہ سنیوسی قبائل کے مسلح لشکر نے چوکی پر حملہ کر دیا۔ اور ۳۶ اطالویوں کو ہلاک اور دو سو کو مجروح کرنے کے بعد چوکی پر قبضہ کر لیا۔ دو توپوں اور کثیر لمقدار اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام اطالوی سپاہیوں کو اسیر کر کے اپنے ساتھ مصری سرحد کی طرف لے گیا۔ نوکا کے مقام پر مزید قبائلی لشکر جمع ہو رہا تھا۔ جس پر اطالوی طیاروں نے

شدید بمباری کی۔ جس کی وجہ سے تین قبائلی شہید اور بیس شدید مجروح ہوئے۔ اور قبائلی لشکر منتشر ہو گیا۔ اطالوی حکام نے بغاوت کو دبانے کے لئے عرب ایجنٹوں کے ذریعہ سنیوسی قبائل کے سرداروں کو رشوت دے کر رام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن سنیوسی قبائل نے تمام مراعات کو ٹھکرا دیا۔ اور اس بات کا اعلان کر دیا۔ کہ اطالیہ اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا ہر غیور عرب کا فرض ہے۔ اس اعلان سے بغاوت کے شعلے تمام طرابلس الغرب میں پھیل گئے۔ اطالوی حکام نے لیبیا میں جو اطالوی فوج موجود تھی۔ اُس کا ایک حصہ عربوں کے جہاد حریت کو دبانے کے لئے طرابلس الغرب میں بھیج دیا۔ اطالوی مظالم سے تنگ آکر سمالی لینڈ کے عربوں نے بھی اعلانِ جہاد کر دیا۔ اور سمالی لینڈ کے مفتی اعظم سید محمد بن حسن نے ایک فتوے کے ذریعہ تمام عربوں کو منع کر دیا۔ کہ وہ حبشہ کے مقابلہ میں اطالوی فوج میں بھرتی نہ ہوں۔ اطالوی حکام نے بغاوت کے الزام میں پچاس صوفیوں کو جو قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ اور تمام سمالی لینڈ میں مارشل لا کا نفاذ کر دیا۔ اور تحریک وطنیت کے علمبردار عربوں کو سینکڑوں کی تعداد میں گرفتار کر کے جیل کی تیرہ و تار کوٹھڑیوں میں بند کر دیا۔ کئی ایک مقامات پر عربوں کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ مفتی

اعظم غازی سید محمد بن حسن کو گرفتار کر کے ایک فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ کی گرفتاری اور شہادت کے حالات حسب ذیل ہیں۔

سمالی لینڈ کے مفتیٔ اعظم سید محمد بن حسن کو اطالوی حکام نے معہ آپ کے رفقاء کے تختہ دار پر لٹکا دیا۔ سید محمد بن حسن خاندان سادات کے ایک معزز رکن تھے۔ جن کے خاندان میں قضاۃ کی خدمت تقریباً ایک صدی سے چلی آرہی تھی۔ جب اطالیہ نے طرابلس الغرب پر حملہ کیا۔ اور قبائل عرب کو زیر کیا ہے۔ اس وقت سے سید صاحب اطالیہ کے خلاف تھے۔ اُنہوں نے گذشتہ دس سال سے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی۔ آپ سلسلہ قادریہ کے اعلیٰ بزرگ تھے۔ اور سمالی لینڈ میں میں آپکے ہزاروں مرید ہیں۔ اطالوی حکام کو آپ پر جاسوسی کا شبہ ہوا۔ اور حکام کے قلوب میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ جنگ حبشہ میں صوفی صاحب مسلمانان طرابلس کو اطالیہ کے خلاف اُبھار رہے ہیں۔ چونکہ اطالیہ کی ساحلی جہازرانی تمام تر شمالی لشکریوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو مفتی صاحب کے مرید ہیں۔ اس لئے یہ شبہ حق الیقین کو پہنچ گیا۔

جب اطالیہ نے عام جبری بھرتی کا اعلان کیا۔ اور مسلمانان سمالی لینڈ کو بھی جبری فوجی خدمت پر مجبور کر دیا۔ تو مسلمانوں میں ہیجان

پھیل گیا۔ مفتی اعظم نے ایک فتویٰ شائع کیا۔ "کہ جو لڑائی ملک گیری کے لئے کی جائے۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ ایک کمزور ملک کی آزادی سلب کر لی جائے۔ اس میں شرکت کے لئے کوئی مسلمان مجبور نہیں کیا جا سکتا"۔

اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی اطالوی کیمپ میں ہلچل مچ گئی۔ اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا۔ کہ "خدائی قانون کے سامنے حکومت کا قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا"۔

اطالیہ نے جب صالی لینڈ پر قبضہ کیا تھا۔ تو آپ کے خاندان کے لئے تین ہزار روبل وظیفہ مقرر کیا تھا۔ اطالیہ اور حبشہ کی جنگ شروع ہوتے ہی یہ وظیفہ بند کر دیا گیا۔ اور آپ کے خاندان کو نظر بند کر دیا گیا۔

اس اثنا میں طرابلس الغرب میں شیخ احمد بن حارث نے اطالیہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اس بغاوت میں اطالوی حکام کو آپ کا ہاتھ نظر آیا۔ گرفتاری سے دوسرے دن آپ کو فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ پر بغاوت۔ غداری اور جاسوسی کے الزامات لگائے گئے۔ آپ نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا۔ کہ قرآن مجید میں جو احکام درج ہیں۔ میں نے عین اُن کے مطابق فتوے دیا ہے۔ عدالت نے آپ سے سوال کیا۔

عدالت:۔ کیا آپ نے طرابلس کے قبائل کو بغاوت پر آمادہ کیا ہے

مفتی اعظم:۔ طرابلس کے مسلمان میرے بھائی ہیں۔ اِس جہاد حرّیت میں مجھے اُن سے پوری ہمدردی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ میں نے حکومت کی جاسوسی کی ہے۔ یا سازش میں حصہ لیا ہے۔

عدالت:۔ کیا آپ نے جبری بھرتی کے خلاف اپنے دستخطوں سے کوئی اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ اطالیہ کے خلاف حبشہ کی حمایت میں علم بغاوت بلند کریں۔

مفتی اعظم:۔ میں نے احکام الٰہیہ کے ماتحت ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں اطالیہ کو ظالم اور حبشہ کو مظلوم ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ اطالیہ کی کوئی امداد نہ کریں۔ خواہ وہ کسی قسم کی ہی کیوں نہ ہوں۔ مَیں عدالت پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرا اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ کہ اولاد آدم کو اِس دنیا میں آزاد پیدا کیا گیا ہے اور کسی انسان کو دوسرے انسان پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں۔ جو سلطنت حکومت۔ طاقت یا فرد کمزور کی آزادی سلب کرنے کے لئے حملہ کرتا ہے۔ آئینِ اسلام کی رُو سے وہ ظالم۔ جابر اور غاصب ہے۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مظلوم کی حمایت میں ظالم کا مقابلہ کرے۔ مَیں نے جو فتوے یا اعلان شائع کیا ہے۔ وہ قوانین اسلام کی رُو سے درست ہے۔ اور مَیں اِس فعل کی پاداش میں جسے میں حق و صداقت

کا فعل سمجھتا ہوں۔ ہر ممکن سزا برداشت کرنے کو تیار ہوں۔

عدالت:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کیا ہے۔

مفتی اعظم:۔ میں نے عوام کو بغاوت پر آمادہ نہیں کیا۔ بلکہ عوام کو حق و صداقت کی دعوت دیتے ہوئے ظلم سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے

عدالت:۔ قانون کی نظروں میں آپ مجرم ہیں۔ آپ کا جرم ثابت ہو چکا ہے۔

مفتی اعظم:۔ اطالوی قانون کی نظروں میں میں بیشک مجرم ہونگا لیکن قانونِ الٰہی کی رُو سے میں صداقت پر ہوں۔ اور بیگناہ ہوں۔

عدالت:۔ آپ کو بغاوت اور جاسوسی کے الزام میں پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔

مفتی اعظم نے عدالت کا فیصلہ سننے کے بعد اطالوی عدالت کے میرِ مجلس کرنل پگانی کو مخاطب کرتے ہوئے پُر جوش الفاظ میں کہا۔

"میں خوش ہوں۔ کہ مجھے حق و صداقت کے الزام میں پھانسی کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک صداقت شعار اور باایمان مسلمان کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کوئی بڑی سعادت نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ مظلوم کی حمایت میں ظالم کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر جائے۔ میں کرنل پگانی پر ظاہر کر دینا چاہتا

ہوں۔ کہ وہ قومیں جو مسلمانوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہیں۔ غلطی پر ہیں۔ تم تمام مسلمانوں کو آزاد کر کے اور دوست بنا کر ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔ لیکن اُن سے دشمنی کرنے پر تباہ ہو جاؤ گے۔ تم نے ہماری غفلت جہالت اور باہمی منافقت سے فائدہ اُٹھا کر ہمیں غلام بنا لیا ہے۔ لیکن غلامی کے ایام بہت جلد ختم ہونے والے ہیں۔ شہیدوں کا خون رنگ لائے بغیر نہیں رہیگا۔ طرابلس اور سمالی لینڈ کی فضا بہت جلد آزادی کے جیکاروں سے گونجنے والی ہے۔ اطالوی استبداد کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ اور غلامی کی تاریکیوں میں آزادی کا آفتاب طلوع ہونے والا ہے میری قوم بیدار ہو چکی ہے۔ اور مظلوموں کی حمایت میں یدِ قدرت حرکت میں آنے والا ہے۔ مجھے کل پھانسی پر لٹکا دیا جائیگا۔ میں اس دنیا میں موجود نہیں ہونگا۔ لیکن میری روح میری قوم کو ظالم سے انتقام لینے کے لئے ہر وقت اُبھارتی رہیگی۔ میں اسلام کے مرجھائے ہوئے پودے کو اپنے خون سے سیراب کر کے پھر سرسبز کرنا چاہتا ہوں حکومت اطالیہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

فیصلہ کے دوسرے دن آپ کو مع آپکے رفقار کار کے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا

تصوّرِ جاناں

مجھ کو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی

چاند آسمان کی بلندیوں پہ تاروں بھری رات کے درمیان چمک رہا تھا۔ اور اُس کی شعاعیں نیلوفر۔ شمشاد اور شہتوت کے درختوں سے چھن چھن کر اویس ابابا کی فلک بوس مرمریں عمارتوں پر رقص کر رہی تھیں۔ چاند کی دلفریب چاندنی میں شہر نہایت ہی خوبصورت معلوم ہو رہا تھا۔ اویس ابابا کے عین مرکز میں ایک مرمریں محل کے وسیع کمرے میں جس میں پھولوں کے گلدستے سنگ مرمر کی سفید منبروں پر رکھے ہوئے تھے۔ اور دروازوں پر نیلے رنگ کے ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ دیواروں پر فنِ مصوّری کے بہترین نمونے یعنی خوبصورت تصویریں اور قدِ آدم آئینے آویزاں تھے۔ ایک مرصع کار مسہری پر شب باشی کے

لباس میں فرخ خواب راحت میں مدہوش پڑی تھی۔ اُس کی سیاہ ریشمی چھلے دار زلفیں مخملی تکیے پر بکھری ہوئی تھیں۔ یاقوتی ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم تھا۔ اور خوبصورت چہرے پر شوخیاں مچل رہی تھیں۔ ہو کا عالم تھا۔ دنیا خوابِ نوشیں کے مزے لے رہی تھی۔ ہر طرف سکوت نے تسلط جمایا ہوا تھا۔ لیکن فوجی بارکوں سے ابھی تک سپاہیوں کے قہقہوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ فرخ کا حسن خوابیدہ قیامت ڈھا رہا تھا۔ اور اس کے سرخ رخساروں کا رنگ جلد جلد تبدیل ہو رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ خواب پریشاں دیکھ رہی ہے۔ یکایک اُس کے جسم سیمیں کو حرکت ہوئی اور وہ گھبرا کر اُٹھی۔ اُس نے اپنی منتشر زلفوں کو سمیٹا۔ اور کھڑی ہوگئی اُس کی بیتاب نگاہیں کمرے کے چاروں طرف اُٹھ رہی تھیں۔ اور اُس کے چہرے سے دیوانگی ٹپک رہی تھی۔ اُس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ اور وہ دیوانگی میں بلند آواز میں کہنے لگی۔

"میری بیتاب آنکھوں نے یہ کیسا الم انگیز منظر دیکھا۔ میری اُمیدوں تمناؤں۔ آرزؤں کا خون ہو گیا۔ میں نے کیا دیکھا۔ اے خدائے مشرق و مغرب ایسا حشر انگیز منظر دیکھنے سے قبل میری آنکھیں پھوٹ کیوں نہ گئیں۔ میری بیتاب روح قفسِ عنصری سے پرواز کیوں نہ کر گئی۔ مجھے دنیا سے کیوں نہ اُٹھا لیا گیا۔ میرا دل پھٹا جا رہا ہے۔ میرا سر چکرا رہا ہے

میری آنکھوں میں سرسوں پھول رہی ہے۔ دنیا میری نظروں میں تاریک بن گئی ہے۔

آہ! میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ عمرو کسی درندہ صفت اطالوی کی گولی سے مجروح ہو گیا ہے۔ اور وہ میدانِ کارزار میں نیم بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔ اُس کی زبان پر فرخندہ کا نام ہے۔ جسے وہ بار بار دُہرا رہا ہے۔ اُف کتنا کاری زخم تھا۔ جو اُس کے شانے پر لگا۔ کیا عمرو کا پیمانہ زندگی وطن سے دور بہت دور میدانِ کارزار میں ہی لبریز ہو جائے گا۔ کیا میں اُس کا آخری بار دیدار بھی نہیں کر سکونگی۔ عمرو کے بغیر اِس دنیا میں رہنا بیکار ہے۔ جب زندگی کا سہارا ہی ٹوٹ جائے۔ تو پھر دنیا میں رہ کر زندگی بسر کرنا انتہائی بے حیائی اور ذلّت ہے۔

فرخندہ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے میز پر پڑا ہوا ریوالور اُٹھایا۔ اور وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا ہی چاہتی تھی۔ کہ عمرو کی خیالی تصویر نے اُس کے جسم پر رعشہ طاری کر دیا۔ اُس کا تمام جسم بید کی طرح کانپنے لگا۔ اور پستول اُس کے ہاتھوں سے گر پڑا۔ وہ عمرو کی خیالی تصویر سے ہم آغوش ہونے کے لئے آگے بڑھی۔ لیکن تصویر غائب ہو گئی۔ اور وہ ٹھوکر کھا کر زمین پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی۔ اور گھنٹوں بیہوشی کے عالم میں پڑی رہی۔ چاند کی چاندنی مدھم پڑ گئی۔ اور رات کی تاریکیاں صبح کی ضوفشانیوں

سے بدلنی شروع ہوگئیں۔ اُفق مشرق پر صبح کاذب کے آثار نمودار ہوئے اور تمام فضا چڑیوں کے چہچہوں سے گونج اُٹھی۔ فرخندہ کو کسی قدر ہوش آیا۔ وہ اُٹھی۔ اور حیرت سے کمرے کے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اور پھر خود بخود بڑبڑانے لگی۔

عمرو خزاں کا تباہ کن موسم گزر گیا۔ بہار آئی۔ چمنستانوں میں گلہائے رنگا رنگ کھلے۔ بلبلوں کے نغمے۔ کوئلوں کی کوک۔ بھنورے کے پُرسوز راگ۔ اور پپیہا کی "پی کہاں" کی صداؤں نے دنیا سر پر اُٹھالی۔ گلوں کی خوبصورت نازک اندام پنکھڑیوں سے چھوٹی چھوٹی تتریاں گلے ملنے لگیں دریا اٹھلا اٹھلا کر اور نہریں اترا اترا کر بہنے لگیں۔ مخمور گھٹائیں اور عطر بیز ہوائیں فضاؤں پر مسلط ہو گئیں۔ لیکن پیارے عمرو۔ میرے ٹوٹے ہوئے دل کو قرار نہ آیا۔ میرے چمنستان ہستی میں بہار نہ آئی۔ میری آنکھیں تمہارے انتظار میں اشکبار ہیں۔ اور دل تمہارے فراق میں خون رو رہا ہے۔ میری طبیعت اُداس ہے اور میں زندگی سے بیزار ہوں یہ چاندنی راتیں۔ بہار کا موسم۔ مسرت و انبساط کے دن اور خوشی کی ساعتیں تمہارے فراق میں مجھے سیاہ ناگنیں معلوم ہو رہی ہیں۔ میری زندگی کا چراغ بجھا چاہتا ہے۔ آ اے پیارے عمرو۔ اور ظلمتستانِ قلب کو اپنے خوبصورت اور حسین چہرے کی تجلیوں سے بقعہ نور بنا دے۔

آئی ہو۔

شہنائی:۔ ہاں فرخہ سب خیریت ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔

فرخہ:۔ اتنی سویرے آنے کا مطلب؟

شہنائی۔ عمرو کا خط آیا تھا۔ وہ لیکر حاضر ہوئی ہوں۔

فرخہ:۔ تمہیں عمرو کا خط کیسے مل گیا۔ شہنائی!

شہنائی۔ کل شام اُن کے بڑے بھائی میرے مکان پر تشریف لائے۔ اور مجھے خط دے کر کہنے لگے۔ کہ یہ فرخہ کو پہنچا دینا۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ نے بُرا منایا ہے تو میں واپس چلی جاتی ہوں۔

فرخہ:۔ نہیں! نہیں!! شہنائی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں۔ وہ خط کہاں ہے شہنائی۔

شہنائی۔ (خط فرخہ کو دیتے ہوئے) یہ لو فرخہ عمرو کا خط

فرخہ نے عمرو کا خط پڑھنا شروع کیا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

پیاری فرخہ!

فضائے وادی کوہسار کے پُرکیف نظاروں کی یاد دل کی پہنائیوں میں چٹکیاں لیتی ہے۔ خوبصورت جھیل اور اس کے کنارے کی زمردیں گھاس اور ننھے ننھے خودرو پھولوں کی بہار آنکھوں میں بس رہی ہے۔

پیاری فرخہ! تم سے جدا ہو کر ایک گونہ خلش اور ایک نہ مٹنے والا درد قلب و جگر میں محسوس کرتا ہوں۔ احباب کی خوش گپیوں اور قہقہوں کی آواز آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے۔ لیکن ان تمام صعوبتوں، مشکلوں تکلیفوں اور جدائیوں کو برداشت کرنا ایک سچے اور بہادر سپاہی کا فرض ہے۔

وطن کی خدمت کی ملت کی خیر خواہی مادر وطن کے سپوتوں کی زندگی کا نصب العین ہونا چاہیئے۔

آزادی جس کے لئے اس دارالفنا میں بسنے والا ہر ذی روح بیقرار ہے۔ اور مصروفِ جہاد ہے۔ ایک وطن پرست سپاہی کا مطمع نظر ہونی چاہیئے۔

فرخہ!

دشوار گذار گھاٹیوں اور ہیبتناک جنگلوں کے لرزہ براندام کر دینے والے مناظر بہادر سپاہی کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتے۔ لق ودق ورے بنجر صحرا۔ فلک رس پہاڑ۔ سمندر اور دریا سپاہی کے حوصلے کو پست نہیں کر سکتے۔ اس کا ہر قدم منزل مقصود کی طرف اُٹھتا ہے۔ وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہے۔ زندگی اس کی نظروں میں کھلونے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ بہادر سپاہی موت سے محبت کرتا ہے۔ اور

زندگی پر حکومت۔

پیاری فرخہ!

میدان کارزار کی کیفیت مت پوچھ!

دور تک ہر طرف بہادر سپاہی اور جاں نثار محب وطن ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ توپیں دشمنوں کی خندقوں پر گولہ باری کر رہی ہیں۔ اور پیادہ سپاہ سنگینیں تانے آہستہ آہستہ دشمنوں کے ہراول کی طرف بڑھ رہی ہے۔ گرانڈیل سپاہی نشۂ حب وطن میں سرشار ہو کر گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ تمام میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے۔ مجھے بھی گولی کا زخم آیا تھا۔ لیکن وہ مندمل ہو گیا ہے۔ لیکن دل کا زخم ابھی ہرا ہے۔

آسمان پر چیلیں۔ کوؤں اور ابابیلوں کی طرح طیارے چکر لگا رہے ہیں۔ اور زمین پر خون کے ندی نالے بہہ رہے ہیں۔

فوجی باجوں کی شجاعت آفریں تانیں سپاہیوں کی ہمتیں بڑھا رہی ہیں۔ ایک سچے محب وطن مجاہد کے لئے لاشوں سے پٹا ہوا میدان ہی سبزہ زار ہے۔

پیاری فرخہ!

الوداع نفیر عام ہو چکی ہے۔ مادر وطن کی آزادی خطرے میں ہے۔

اور وہ حسرت آمیز نظروں سے اپنے بیٹوں کی طرف دیکھ رہی ہے میدان کارزار میں گولیوں اور بموں کی بوچھاڑ کے سامنے جا رہا ہوں۔ شہادت کا طالب ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ وطن کی خدمت کرتا ہوا سپاہیانہ جان دوں۔

فرخہ!

اگر میں میدان کارزار میں وطن کی خدمت کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ تو تم میری موت پر سوگوار نہ ہونا۔ کیونکہ میں بہادرانہ جان دونگا۔ بلکہ تم فخر سے اپنی گردن اُٹھا کر اس بات کا اعلان کرنا۔ کہ تمہارا محبوب بُزدلوں کی نہیں بلکہ بہادروں کی موت مرا ہے۔

الوداع۔ پیاری فرخہ الوداع!

تمہارا

"عمرو"

فرخہ عمرو کے شجاعت آفریں خط کو پڑھ کر خدا کا شکر بجالائی۔ اور اُس کی جان میں جان آگئی۔

محشرستان میکالے

اسود پوش اطالوی عساکر چھوٹے چھوٹے گاؤں۔ قصبے اور شہر تباہ کرنے کے بعد میکالے کی طرف بڑھے۔ اس مقام پر ایک لاکھ محب وطن حبشی اطالویوں کے مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ جنگ شروع ہونے سے قبل راس سیوم نے ایک پُر جوش اور شجاعت آفریں اعلان کیا۔ "کہ سپاہی کا فرض ہے۔ کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں دفاع وطن کی کوشش کرے۔ اور آزادی وطن کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دے۔ شہنشاہ حبشہ بزدل نہیں۔ وہ ایک بہادر سپاہی ہے۔ وہ اس وقت تک صلح کے سوال پر بحث نہیں کریگا۔ جب تک سرزمین حبشہ پر ایک اطالوی سپاہی بھی باقی ہے"۔

اس پُر جوش اور شجاعت آفریں اعلان کے بعد راس سیوم نے حبشی افواج کو جنگ کے لئے ترتیب دیا۔ اور تین محاذ قائم کئے۔ اطالوی عساکر تین اطراف سے بڑھ رہے تھے۔ حصین کے جنوب میں راس کاسا

اطالوی فوجوں سے معرکہ آرا رتھا۔ جنوب مغربی محاذ پر راس عمرو کی فوجیں اطالوی درندوں سے گھمسان کی جنگ لڑ رہی تھیں۔ اور وسط میں راس سیوم کے بہادر سپاہی اطالویوں سے نبرد آزما تھے۔ میکالے سے پندرہ میل کے فاصلے پر اگولہ کے مقام پر خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ اطالوی طیاروں نے راس عمرو کی فوجوں پر زبردست بمباری کی۔ ایک ہزار سے زائد حبشی بمباری اور زہریلی گیسوں کی نذر ہو گئے۔ لیکن اس کے باوجود حبشی جم کر اطالویوں کا مقابلہ کرتے رہے۔

سورج بادلوں کی نقاب اوڑھے اودی گھٹاؤں کی چلمن میں بیٹھا ہوا جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ دو بجے بعد دوپہر کا وقت ہوگا۔ کہ اطالوی سپاہیوں کے دوسرے دستے نے عقب سے راس عمرو کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ اور حبشی فوجوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ راس عمرو نے کمال شجاعت سے اطالویوں کا مقابلہ کیا۔ آسمان پر سے اطالوی طیارے بمباری کر رہے تھے۔ اور زمین پر چاروں طرف سے اطالوی توپیں۔ مشین گنیں۔ دبابے اور لوئیس گنیں گولیاں برسا رہی تھیں۔ بہادر سپاہی بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ حبشی طیارہ شکن توپیں بڑی سرعت سے اطالوی طیاروں پر گولوں کی بوچھاڑ کر رہی تھیں۔ ایک قادر انداز حبشی نے ایک اطالوی طیارہ پر ایسا تاک کر نشانہ لگایا۔ کہ

گولی اُس کے پنکھے میں لگی۔ اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر آ رہا۔ اِس طرح حبشیوں نے پانچ اطالوی طیاروں کو زمین پر گرایا۔ اور اطالوی فوجوں کے مغربی بازو پر حملہ کر کے بہت سے سامانِ حرب اور دبابوں پر قبضہ کر لیا۔ اب حبشی محاصرہ سے باہر تھے۔ راس عمرو نے اپنی فوجوں کو بڑی بہادری سے محاصرہ سے باہر نکالا۔ اور آہستہ آہستہ جنوب کی طرف پسپا ہونا شروع کر دیا۔ ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ کر یہ فوجیں رُک گئیں۔ راس عمرو نے پہاڑ کی چوٹی پر اٹھارہ ہلکی توپیں نصب کرا دیں۔ پہاڑوں پر طیارہ شکن لوئیس گنیں اور مشین گنیں نصب کیں توپخانوں کے لئے مناسب جگہ تجویز کی۔ اور فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ حبشی فوج کا ایک حصہ غاروں میں چھپا دیا گیا۔ دوسرے دستہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دشوار گذار پہاڑی راستوں کو طے کرنے کے بعد عقب سے اطالوی فوجوں پر حملے کئے۔ تیسرا دستہ راس عمرو کی قیادت میں دامنِ کوہ میں اطالویوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار ہو گیا جب اطالوی فوجیں حبشیوں کے تعاقب میں دامنِ کوہ میں پہنچ گئیں۔ تو پہاڑیوں سے حبشی مشین گنوں۔ لوئیس گنوں اور توپوں نے یکبارگی آگ برسانی شروع کر دی۔ اطالوی سپاہی سراسیمہ ہو کر پیچھے ہٹے۔ لیکن عقب سے حبشی فوجی دستے نے ان سپاہیوں کو سنگینوں پر رکھ

لیا۔ سامنے سے راس عمرو کی فوجوں نے زبردست حملہ کیا۔ اور خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ حبشی توپوں کی گولہ باری نے اطالوی صفوں میں تھلکہ مچادیا۔ سینکڑوں سپاہی لقمہ نہنگ اجل ہو گئے۔ تمام میدان آگ کے شعلوں سے کرہ نار بن گیا۔ اور حبشی سپاہیوں نے بہت سے سامانِ حرب پر قبضہ کر لیا۔ اِس گھمسان کا رن پڑا۔ کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے خون کے دریا پہاڑی ندی نالوں کی طرح بہنے لگے۔ گولہ باری کی وجہ سے تمام پہاڑیاں ریزہ ریزہ ہوکر ہوا میں اُڑنے لگیں۔ تمام میدان دھوآں میں چھُپ گیا۔ اطالوی ٹینک گولے برساتے ہوتے حبشی نوجوانوں کی طرف بڑھے۔ لیکن حبشیوں نے کمال بہادری سے بہت سے دبابوں پر قبضہ کر لیا۔ اطالوی چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ اطالوی طیارے حبشی حصار پر شدید بمباری کر رہے تھے۔ لیکن حبشیوں نے اِس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اطالوی فوجوں کے قلب پر حملہ کر دیا۔ نیزے۔ تلواریں اور ریوالور چلنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے تین ہزار حبشی اور ڈیڑھ ہزار اطالوی موت کی آغوش میں جا سوئے۔ حبشی فوجوں نے تین دن تک اطالوی سپاہیوں کو اپنے محاصرہ میں رکھے۔ آخر اطالوی جرنیل نے شکست تسلیم کرتے ہوئے راس عمرو کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ تمام اطالوی اسیر کر لئے گئے۔ اور راس عمرو فتح و نصرت کا علم لہراتا ہوا میکالے کی

طرف بڑھا۔ تاکہ راس سیوم کی مدد کر سکے۔ لیکن جب راس عمرو کی فوجیں میکالے کے قریب پہنچا۔ تو اُنہیں معلوم ہُوا۔ کہ اطالویوں نے میکالے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور راس سیوم کی فوجیں مشرق کی جانب پسپا ہو گئی ہیں۔ میکالے میں اطالوی فوج کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ جن میں ایری ٹیریا کے حبشی اور غدار وطن راس گُسا کی فوجیں بھی شامل تھیں۔ جنگی تدابیر کے اعتبار سے حبشیوں کے لئے یہ وقت بڑا نازک تھا۔ وہ میکالے کی طرف پیشقدمی بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور پسپا ہونا بھی اُن کے لئے مشکل تھا۔ راس عمرو اِس صورتِ حال کو دیکھ کر سخت گھبرائے۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ابھی حبشی رسالدارانِ افواج نے کوئی تدبیر نہیں سوچی تھی۔ کہ اطالوی طیاروں نے ان پر بمباری شروع کر دی۔ دو سو اطالوی طیاروں نے پونے تین گھنٹے حبشی فوجوں پر بم برسائے۔ نمائندہ رویٹر کا بیان ہے۔ کہ اتنے قلیل عرصہ میں اطالوی طیاروں نے پانچ پانچ سو پونڈ کے وزنی دو ہزار بم راس عمرو کی فوجوں پر برسائے۔ زمین میں گڑھے پڑ گئے۔ اور پانی کے چشمے اُبل آئے۔ آگ کے شعلے تمام میدانِ کارزار سے بلند ہو رہے تھے۔ اور دھوآں کے بادل فضاؤں پر مسلّط ہو رہے تھے۔ دس ہزار حبشی جان نثاروں میں سے صرف چھ ہزار حبشی جان بچا کر میدانِ کارزار سے

بھاگ سکے۔ میکالے پر اطالوی قبضہ ہو چکا تھا۔ بمباری کی وجہ سے شہر کے اکثر حصے جل کر خاکستر ہو چکے تھے۔ بڑے بڑے رفیع الشان محل گرجے اور سرکاری عمارات تودۂ خاک بن گئی تھیں۔ نعشوں سے تمام میدان پٹا پڑا تھا۔ خون منجمد ہو جانے کی وجہ سے زمین شنگرف کی طرح سرخ ہو گئی تھی۔ اطالوی بربریت وحشت اور درندگی کے نمایاں آثار ہر طرف دکھائی دیتے تھے۔ سرسبز کھیت۔ باغات اور درسگاہیں ویران پڑی تھیں۔ زخمیوں کی فریادیں۔ بیواؤں کے نالے اور یتیموں کی آہیں میکالے کے گلی کوچوں سے بلند ہو رہی تھیں۔ اطالوی لٹیرے بندوقوں پر سنگینیں چڑھائے شہر میں گشت لگا رہے تھے۔ جو نوجوان حبشی نظر آتا تھا۔ اُسے قتل بے دریغ کیا جاتا تھا۔ لوگوں کی جائیدادیں۔ اور ذخائر خورد و نوش ضبط کر لئے گئے تھے۔ حبشی عورتوں کی بہت بےعزتی کی جا رہی تھی۔ پادریوں اور ننوں کو خانقاہوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر باہر لایا جاتا تھا۔ اور گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔ تہذیب انسانی کے دعوے داروں انسانیت اور تہذیب کے نام پر غریب حبشیوں پر وہ وہ مظالم ڈھائے۔ کہ دنیا الامان والحفیظ پکار اُٹھی۔ کئی دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ اور اطالوی سپاہی لوٹ مار میں مصروف رہے۔ جرنیل اگی بونو نے حکم دے دیا۔ کہ جو حبشی اطالوی

احکام کے ماننے سے انکار کرے اُسے فوراً گولی سے اُڑا دیا جائے۔ اطالوی طیاروں نے بمباری کر کے میکالے کے نواحی دیہات کو بالکل تودۂ خاک بنا دیا۔ ہر طرف کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ آباد بستیاں تباہ ہو گئیں۔ تہذیب کے نام پر حبشیوں کو ایسی کڑی سزائیں دی گئیں۔ کہ فلک پیر بھی کانپ گیا۔ جب اطالوی دل بھر کر مظالم کر چکے۔ تو انہوں نے دریائے ترکازی اور ٹھیوا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اور بغیر مقابلہ کے تمام شمالی علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

حبشی فوجوں کو یہ شکست راس گگسا کی غداری کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس لئے انہوں نے آتشِ انتقام بجھانے کے لئے راس گگسا کے تمام خاندان کو قتل کر دیا۔ اور پانچسو غدار حبشیوں کے جسموں پر موم اور شہد مل کر انہیں زندہ جلا دیا۔

شہنشاہ حبشہ نے ایک اعلان جاری کیا۔ کہ جو حبشی سپاہی غدارِ وطن راس گگسا کا سر کاٹ کر لائیگا۔ اُسے پچاس ہزار نقرئی سکّے انعام دیئے جائینگے۔ شہنشاہ حبشہ نے ایک اور اعلان شائع کیا۔ کہ اگر سمالی لینڈ کے قبائل اطالوی مقبوضات پر قبضہ کر لیں۔ تو انہیں آزاد سلطنت قائم کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

شہنشاہ اطالیہ کا جشنِ سالگرہ

شام کی تاریکیاں کسی حور وش پری پیکر حسینہ کی زلفوں کی طرح آسمان پر ہر طرف پریشاں ہوگئی تھیں۔ ان بھیانک تاریکیوں میں سورج مکھی کے پھولوں کی طرح چھوٹے چھوٹے آبدار موتی یعنی ستارے آسمان کے طول و عرض میں چمک رہے تھے۔ بادِ نسیم کے جھونکے گلہائے گلستان سے راز و نیاز کی داستانیں کہتے ہوئے چل رہے تھے۔ نیم وا غنچوں کا ہلکا سا تبسم ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے کسی عاشقِ بیمار کے لب حسرت و یاس کی تاریکیوں میں اُمید کی ہلکی سی جھلک دیکھ کر جوشِ مسرت سے متبسم ہو جاتے ہیں۔ نصف رات کا وقت تھا۔ لیکن روما کے گلی کوچوں میں آج غیر معمولی رونق تھی۔ تمام شہر برقی قمقموں کی روشنی میں بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ بچے بوڑھے۔ جوان سب خوشی اور مسرت کے بے پایاں سمندر میں بہے چلے جا رہے تھے۔ فوجی باجوں کی سریلی اور شجاعت آفریں تانوں سے فضا گونج رہی تھی۔ روما میں ہر طرف خوشی کا اظہار کیا

جا رہا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں اطالوی باشندے فسطائی گرانڈ کونسل کے وسیع ہال کے باہر پرے جمائے کھڑے تھے۔ اور اپنے محبوب ترین رہنما سائنور مسولینی کی تقریر سننے کے لئے بیتاب تھے۔ آج شاہ اطالیہ کا یوم سالگرہ تھا۔ جس کی خوشی میں اطالیہ کے طول و عرض میں جشنِ شادمانی منائے جا رہے تھے۔ ٹھیک گیارہ بجکر ۳۵ منٹ پر سائنور مسولینی نے اپنی تقریر شروع کی۔ جو بین الاقوامی مسائل کے اعتبار سے بہت زیادہ اہم تھی۔ مسولینی نے کہا۔

"محترم رفیقو! اور بہادر سپاہیو!! میرا دل اس وقت انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہے۔ اور میری آنکھیں آنے والے حسین دَور کی خوبصورت تصویر دیکھ رہی ہیں۔ دنیا نے اطالیہ کی فوجی طاقت کا جو یورپ۔ افریقہ اور دنیا کے ہر حصے میں اطالیہ کے تحفظ پر قادر ہے۔ ابھی تک بہت معمولی سا کرشمہ دیکھا ہے۔ حبشہ میں ہمارے بہادر سپاہیوں نے ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں اپنی دو شکستوں کا انتقام لے لیا ہے۔ اوڈوا کی شکست جس کی یاد آج تک ہمارے قلوب کو مجروح کئے ہوئے تھی۔ آج اُس کا انتقام لے لیا گیا ہے۔ ہمارے سینہ کے زخم مندمل ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے قلوب کی پہنائیوں سے مسرت و انبساط کی لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ وہ قومیں جو انتقام لینا نہیں جانتی۔ وہ بزدل اور نامراد ہیں اُنہیں

کوئی حق نہیں پہنچتا - کہ وہ اِس دنیا میں عزت واحترام کی زندگی بسر کریں
مسولینی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کسی قدر جوش میں آکر کہا - کہ
مجلس اقوام میں اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی کیوں کی گئی ہے
ہم سب کچھ جانتے ہیں - تعزیری کارروائی کے نفاذ میں کس کا ہاتھ ہے
یہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں - اور ایسا کیوں کیا جا رہا ہے - اس کے
ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ اِس سے آپ سب لوگ واقف ہیں
اقوامِ عالم کی تعزیری کارروائی کا دندان شکن جواب دیا جائیگا -
حکومت اطالیہ نے اس بات کا اعلان کر دیا ہے - کہ اطالوی نوآبادیات
برطانوی اور فرانسیسی مال کا بائیکاٹ کریں - فرانسیسی نوآبادیات کو
اجناس قرض نہ دیں - اور سب چیزوں کی قیمت وصول کریں - ہم ان
تمام ممالک کا بائیکاٹ کرینگے - جنہوں نے اطالیہ کے خلاف تعزیری
کارروائی کے نفاذ میں حصہ لیا ہے -

مسولینی نے کہا - کہ اطالیہ بُزدل نہیں - تعزیری کارروائی سے خوفزدہ
اور ہراساں ہو کر اپنے عزم سے ٹل جائیگا - ہم اس بات کا عزم کر
چکے ہیں - کہ حبشہ کو فتح کر کے اُسے ایک مہذب ملک بنائیں گے - حبشہ
بردہ فروشی اور دیگر تہذیب سوز افعال کی آماجگاہ بنا ہوا ہے - شاہ
نجاشی اپنی انفرادی اور طاغوتی حکومت کے بل بوتے پر عوام کی آزادی

چھین کر حکومت کر رہا ہے - اس وقت حبشہ میں آزادی تحریر و تقریر نہیں - اعلےٰ تعلیمی مدارس اور درسگاہیں نہیں - اور ملک میں نہایت غیر مہذب قانون نافذ ہیں - اطالیہ ان سب کی اصلاح کریگا - ہر ایک آدمی کو آزادی ضمیر حاصل ہوگی - پریس قیود سے آزاد ہوگا -

حبشیوں کے بچوں کے لئے اعلیٰ تعلیمی درسگاہیں قائم کی جائینگی - کسی فرقہ کے مذہبی مراسم میں مداخلت نہیں کی جائیگی - قانونی ادارے قائم کرکے مقدمات کا فیصلہ کیا جائیگا - مسلمان جو موجودہ حکومت کے مظالم سے سخت نالاں ہیں - اطالوی عہد میں فارغ البال اور خوش حال ہوجائینگے -

اُس علاقہ میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے - دینی مدارس قائم کئے جائینگے - سرکاری زبان عربی قرار دی جائیگی - مساجد کی تنظیم کی جائیگی - اور اوقاف کا تسلی بخش انتظام کیا جائیگا -

مسولینی نے آخر میں تقریر ختم کرتے ہوئے کہا - کہ وہ دن قریب آنے والا ہے - جبکہ تمام حبشہ پر اطالیہ کا قبضہ ہوگا - اور ہمارے بہادر سپاہی فتح و نصرت کا علم اُڑاتے ہوئے روما میں واپس آئینگے مسولینی کی پُر جوش تقریر کے بعد اطالوی بچوں کی فوج کا ایک زبردست جلوس نکالا گیا - یہ ننھے ننھے سپاہی رنگ برنگ کی وردیاں

پہنے ہوئے کمر میں تلواریں لٹکائے۔ کندھے پر کارتوسوں کی پیٹی ڈالے ہاتھ میں رائفل لئے نہایت ترتیب اور تنظیم سے فسطائی گرانڈ کونسل کے ہال سامنے سے گذرے۔ ان ننھے سپاہیوں کا جلوس ایک میل لمبا تھا۔ اور جلوس کے پیچھے اطالوی رسالہ اور توپخانہ تھا۔

ننھے سپاہیوں کا یہ جلوس جب برطانوی قونصل خانہ کے قریب پہنچا۔ تو اِس نے "برطانیہ مردہ باد"۔ "برطانوی مال بائیکاٹ" "مسولینی زندہ باد"۔ اور "ہم حبشہ پر اطالوی علم لہرا کر ہی دم لینگے" کے پُرجوش نعرے لگائے۔ بعض لوگوں نے قونصل خانہ پر پتھر بھی برسائے۔ لیکن اطالوی سپاہیوں نے جو قونصل خانہ کی حفاظت کر رہے تھے۔ جلوس کو پُرامن رہنے کی تلقین کی۔ اور بہت جلد قونصل خانہ کے آگے سے گزر جانے پر مجبور کر دیا۔ جلوس کے اختتام پر مسولینی نے ایک معرکہ آرا تقریر کی۔ اور نوجوانوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہمیں مشتعل نہیں ہونا چاہیئے اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اِس میں شک نہیں کہ جمیعت اقوام میں برطانیہ نے اطالیہ کے خلاف جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت اشتعال انگیز ہے۔ اور ہمیں انتقام پر اُبھارتا ہے مصر اور دیگر برطانوی نوآبادیات میں اطالیہ کے خلاف مظاہرات ہو رہے ہیں۔ بلکہ اسکندریہ میں اطالویوں پر حملے بھی کئے گئے ہیں لیکن

ہمیں اِن حالات و واقعات کے باوجود دامنِ صبر و سکون کو نہیں چھوڑنا چاہیئے
اِن اشتعال انگیزیوں کا بہترین علاج یہ ہے۔ کہ اطالیہ میں برطانوی مال کا
مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ اور مقاطعہ کا جواب مقاطعہ سے دیا جائے۔
مسولینی کی تقریر کے بعد جلوس منتشر ہو گیا۔

ہور لیوال فارمولا

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

فرانس اور برطانیہ برابر اس کوشش میں مصروف رہے۔ کہ حبشہ اور اطالیہ کی جنگ ختم ہو جائے۔ اور دونوں ممالک میں مصالحت ہو جائے۔ چنانچہ پیرس میں ہور لیوال کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں دونوں نے سخت جدوجہد اور بحث و تمحیص کے بعد ایک فارمولا تیار کیا۔ جو قرطاس ابیض کی صورت میں جنیوا سے شائع کر دیا گیا۔ یہ شرائط صلح جو مسٹر ہور اور موسیو لیوال نے تیار کی تھیں۔ حسب ذیل تھیں۔

(۱) مشرقی ٹگرے کا علاقہ جو جنوب میں دریائے رہیوا اور مغرب میں اکیسم سے گھرا ہوا ہے۔ اطالیہ کے حوالہ کر دیا جائے۔ اس حساب سے ادوا اطالیہ کے قبضہ میں پہلا جائیگا۔

(۲) وانا کیل اور ایری ٹیریا کی سرحد کی ازسرِ نو تنظیم کی جائے۔ اور سرحد کے جنوب میں ایری ٹیریا کے کچھ علاقہ کو اِس مقصد کے لئے چھوڑ دیا جائے کہ حبشہ کو سمندر تک پہنچنے کا راستہ مل جائے۔

(۳) اوگادن اور اطالوی سمالی لینڈ کے درمیانی علاقہ میں سرحدوں کے نقطۂ الحاق سے شروع ہو کر شمال مشرق کی طرف بڑھتی ہوئی اٹلیلیہ کو حدود دول کے مقام پر کاٹیں گی۔ اِس طرح گوراہی مشرق کی طرف رہ جائیگا۔ اور واد نداب مغرب میں برطانوی سمالی لینڈ سے جا ملیگا۔ برطانوی سمالی لینڈ کے باشندوں کو اُس علاقہ کی چراگاہوں اور کنووں کے استعمال کا پورا حق ہوگا۔ جو اطالیہ کو دیا جا رہا ہے۔

(۴) حبشہ کو سمندر کی طرف راستہ دیا جائیگا۔ اور اسباب کی بندرگاہ کے علاوہ اِس بندرگاہ تک اُس کی رسائی کو آسان کرنے کے لئے فرانسیسی سمالی لینڈ کا کچھ علاقہ دیا جائیگا۔ برطانیہ اور فرانس کی حکومتیں حبشہ سے یہ وعدہ لے لینگی۔ کہ علاقوں کی تجارت اور اسلحہ کی درآمد کے سلسلہ میں اُس پر جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ وہ اُنہیں خاص طور پر ملحوظ رکھے گا۔

(۵) حبشہ اور اطالیہ کی حکومتیں اِس امر کی انتہائی کوشش کرینگی۔ کہ شاہِ حبشہ اور جمعیت اقوام اِس امر پر رضامند ہو جائیں۔ کہ حبشہ کے

جنوبی علاقہ میں اطالیہ کو اقتصادی مراعات دے دی جائیں۔ یہ علاقہ مشرق میں حبشی اور اطالوی سمالی لینڈ تک اور جنوب میں حبشہ اور کینیا کی سرحدوں تک محدود ہوگا۔ اس علاقہ میں اطالیہ کو مخصوص اقتصادی مراعات سے استفادہ کرنے کے لئے خواہ وہ کسی کمپنی کا قیام عمل میں لائے۔ یا کوئی اور ادارہ مقرر کرے۔ مذکورہ علاقہ میں مقامی باشندوں اور غیر ملکیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائیگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اطالیہ کو جنگلات اور کانوں سے فائدہ اُٹھانے کا پورا حق ہوگا۔ اطالوی کمپنی ملک کی اقتصادی تنظیم میں حصہ لینے کے علاوہ ایک خاص فنڈ مقامی باشندوں کے لئے وقف کردیگی۔

(۴) حبشہ کے انتظام وانصرام کی باگ ڈور شاہ حبشہ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیکن جمعیت اقوام اُس کی امداد کے لئے ایک خاص پروگرام مرتب کریگی۔ اور اُسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ملازمین رکھے جائینگے۔ ان ملازمتوں میں اطالیہ کو سب سے زیادہ حصہ دیا جائیگا۔ اور یہ شعبہ ایک اعلےٰ افسر کے ماتحت ہوگا۔ جو مرکزی حکومت کی رہنمائی کے لئے جمعیت اقوام کی طرف سے مقرر کیا جائیگا۔

(۵) جمعیت اقوام کی طرف سے مقرر کردہ مشیر اعلےٰ اطالوی قوم کا فرد بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ اس مشیر اعلےٰ کے ماتحت ہوگا۔ جو جمعیت اقوام

شاہ حبشہ کی امداد کے لئے مقرر کریگی - مشیر اعلےٰ کسی ایسے ملک کا باشندہ نہیں ہوگا - جس کی سرحدیں حبشہ کی سرحدات سے ملتی ہیں -

(۶) مذکورہ بالا اسکیم کے ماتحت جو آدمی ملازم ہونگے - اُن کا اہم ترین فرض یہ ہوگا - کہ وہ اطالوی مفادات کے تحفظ کی طرف خیال رکھیں -

شرائط مصالحت شائع ہوتے ہی تمام حلقوں میں ہل چل مچ گئی - اخبارات نے ان ذلت آمیز شرائط صلح پر زبردست مقالات تحریر کئے - برطانوی پریس اُن شرائط پر سخت نکتہ چینی کی - ذیل میں ہم برطانی اخبارات کے اقتباسات درج کرتے ہیں -

"ڈیلی ٹیلیگراف" نے فرانس اور برطانیہ کی تجاویز مصالحت کے موضوع پر مقالہ افتتاحیہ لکھتے ہوئے عوام کو مشورہ دیا - کہ جب تک مسٹر بالڈون صدر اعظم برطانیہ اپنے نظریہ کی وضاحت نہ کریں - اُس وقت تک تجاویز مصالحت کے متعلق کوئی حتمی رائے قائم نہیں کرنی چاہیئے - کیونکہ مسٹر بالڈون نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا - کہ اگر میں تمام حالات کا انکشاف کرنے کا مجاز ہوتا - تو مخالف جماعتوں کے اعتراضات کا خاتمہ ہو جاتا - اس اخبار نے آگے چل کر لکھا - کہ اگر حکومت کو اس امر کا یقین ہو گیا ہے - کہ اطالیہ تیل پر تعزیری کارروائی کے اطلاق کو فوجی اقدام سمجھے گا - اور اگر مزید تحقیقات سے اُسے معلوم ہوا ہے - کہ جمعیت اقوام کے دوسرے

ارکان میثاقِ جمیعت کی دفعہ ۱۴ کے ماتحت میثاق جمیعت کو برقرار رکھنے کے لئے فوجی کارروائی میں برطانیہ کے ساتھ اشتراک کرنے پر آمادہ نہیں۔ اور اگر اِس اقدام کے نتائج و عواقب تنہا برطانیہ کو ہی برداشت کرنے پڑینگے تو حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ ابھی سے ملک کے سامنے حقائق کا انکشاف کر دے۔

"مارننگ پوسٹ" نے شرائط مصالحت پر ایک مقالہ تحریر کرتے ہوئے لکھا۔ ہور لیوال تجاویز مصالحت کا مطلب صریح طور پر اطالیہ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اور مسٹر ایڈن اور موسیو لیوال نے جینوا میں اظہار پشیمانی کے طور پر جو تقریریں کی ہیں۔ وہ عوام کے قلوب سے مکدر اثرات کو دور کرنے سے قاصر رہی ہیں۔

"ڈیلی ہیرلڈ" نے لکھا۔" یہ کہنا کہ اطالیہ کو جو علاقہ دیا جا رہا ہے۔ وہ محض تبادلہ کے طور پر ہے۔ صورتِ حالات کی منافقانہ اور غلط تاویل ہے۔ اِن تجاویز کا مقصد اطالوی تمرد و تشدد کے شکار کو اُس کے علاقہ سے محروم کرنا اور اقتصادی طور پر اُس کو لوٹنا ہے۔

"ٹائمز" نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا" کہ پیرس میں مرتب شدہ تجاویز مصالحت کی اشاعت سے عوام کا وہ اضطراب دور نہیں ہوا۔ جو قیاس آرائیوں سے پیدا ہو چکا ہے۔ پیرس میں مرتب شدہ عہدنامہ اُن

تجاویز کی تصدیق کرتا ہے۔ جن کی وجہ سے قبل ازیں دارالعوام میں اور اس کے باہر عوام میں سخت ہنگامہ بپا ہو گیا تھا۔ تمام مسودے کو پڑھنے سے دماغ پر وہی اثر ہوتا ہے۔ جو عام قیاس آرائیوں سے ہوا تھا۔ اور نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ان تجاویز کا مقصد حبشہ کے ملک کی ملکیت اطالیہ کو تفویض کرنا ہے۔ اس وقت تک اطالیہ کو چھوڑ کر دنیا کے دیگر ممالک نے ان تجاویز پر نہایت یاس آمیز انداز میں تبصرہ کیا ہے۔

"ڈیلی میل" نے مسٹر بالڈون کے طرز عمل کی تائید کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا۔ کہ وہ دارالعوام کا ایک خفیہ اجلاس مدعو کر کے ایوان کے سامنے حقائق کا انکشاف کر دیں۔

"نیوز کرانیکل" نے لکھا ہے کہ پیرس کے عہدنامہ کے متعلق جو اضطراب انگیز افواہیں پھیل رہی تھیں۔ اس کی اشاعت سے ان کا جواز پیدا ہو گیا ہے۔ چارٹرڈ کمپنی کے قیام کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ حبشہ کے ایک بہت بڑے علاقہ پر اطالوی اقتدار قائم کر دیا جائے۔ غرضیکہ صلحنامہ کے اس مسودے کا ماحصل حبشہ پر مسولینی کو مسلط کرنا ہے۔

حزب عمال نے ان ذلت آمیز اور غاصبانہ شرائط مصالحت کی زبردست مذمت کی۔ اور دارالعوام میں ہور کے خلاف اظہار ناراضگی کیا جمعیت اقوام کے تمام ارکان نے ان شرائط کو بربریت کی حمایت پر محمول کیا۔

چنانچہ تیرہ ارکان کی کمیٹی میں وزیر خارجہ برطانیہ مسٹر ایڈن نے تقریر کرتے ہوئے پُر زور الفاظ میں کہا۔ کہ

"برطانیہ قیام امن کی کوششوں میں ایک لمحہ کے لئے متامل نہیں ہوگا۔ اور جمعیت اقوام کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے اٹھارہ ارکان کی کمیٹی کی ہر قسم کی امداد کریگا۔"

مسٹر ایڈن کے ان الفاظ کو مدبرین جمعیت اقوام نے ایک حسین فریب پر محمول کیا۔ اور کہا۔ کہ برطانیہ اور فرانس ان تجاویز کے ذریعہ بربریت کی حمایت کر رہے ہیں۔

تجاویز مصالحت کے متعلق ڈیسی کے مقام پر شاہ نجاشی نے رپوٹر کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ

"میں ہر صلح جویانہ تصفیہ پہ آمادہ ہوں۔ لیکن فرانس اور برطانیہ کی تجاویز صلح کے اصول کو قبول کرنا بزدلانہ فعل ہے۔ اور مجلس اقوام اور دوسرے ممالک کو فریب دینے کے مترادف ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ اگر حبشہ اپنے علاقہ کا ایک پورا حصہ اپنے ہاتھ سے دے دے۔ تو اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اطالیہ حبشہ کو فتح کرنے کی تیسری کوشش میں مصروف ہو جائیگا۔ علاقہ نو آبادی کے متعلق تجاویز انتداب سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ تمام متذکرہ علاقوں میں وہاں کے باشندوں کے مفاد کی حفاظت کی جاتی ہے

اور غیر ملکیوں سے مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔

آپ نے اپنے بیان میں اِس اُمید کا اظہار کیا۔ کہ لیگ کونسل اِس ذلیل عہدنامہ کو قبول کر کے حبشہ کو قعرِ مذلت میں گرانے کی کوشش نہیں کریگی۔

موسیو لیوال نے اپنی سیاہ کاریوں اور اطالوی بربریت کو چھپانے کے لئے فرانس پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ برطانیہ سے ہمارا تصفیہ ہو گیا ہے۔ ہم نے یورپ کو جنگ کے شعلوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کی ہے۔ میں نے برطانوی حکمت عملی کی تائید کی۔ کیونکہ برطانیہ اور فرانس کے سمجھوتہ میں ہی فرانس کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ تجاویز مصالحت اِس کو ظاہر کرتی ہیں۔ جہانتک فرانس اور برطانیہ جا سکتے ہیں۔ آرٹیکل ۱۶ کا استحکام جنگ کا سبب ہو سکتا تھا۔ میں نے حقائق پر غور کیا ہے۔ اور جہانتک میری ذات کا تعلق ہے۔ میں اُس فیصلہ پر آخری دم تک قائم رہونگا۔ کیونکہ یہ میرے ضمیر کے مطابق ہے۔ برطانیہ اور فرانس نے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ اُن کے لئے بالکل موزوں تھے۔ اُنہوں نے جمیعتہ اقوام کی مرضی سے ایسا کیا ہے

لیگ کونسل کے اجلاس عام میں تجاویز مصالحت پر تقریر کرتے ہوئے حبشی مندوب مسٹر ہریم نے کہا۔ کہ

حبشہ اس غلامی اور غارت گری کی صلح کو قبول نہیں کر سکتا۔ میں اِس بات کو باور نہیں کر سکتا۔ کہ حبشہ کو اس کے ظالم دشمنوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔ اطالیہ نے اب تک دنیا کے تہذیب و تمدن میں جس چیز کا اضافہ کیا ہے۔ وہ آتش ریز بم ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا یہ بات میثاقِ جمیعت کے عین مطابق ہے کہ تمرو جبر کے شکار کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ اپنے ملک کا ایک حصہ متشدد اور جابر کی نذر کر دے۔ اور باقی ملک پر اس کا اقتدار اور انتداب تسلیم کرلے۔ حبشہ اپنے آپ کو لیگ کونسل کے حوالے کرتا ہے۔ اور اپنی معروضات بعد میں بیان کرنے کا حق اپنے لئے محفوظ رکھتا ہے۔

دارالعوام میں سر سموئل ہور نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے ایک طویل تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔

جب سے میں وزارت امور خارجہ پر متمکن ہوا ہوں۔ میں یورپ کے قبضہ اور برطانیہ اور اٹلی کے درمیان جنگ کے امکانات کے خطرات سے گذار رہا ہوں۔ جنگ کے خلاف دنیا کی آواز اُٹھانے میں میں نے لیگ کے اجلاس میں پوری سرگرمی سے

کام کیا۔لیکن ہماری انتھک کوششوں کے باوجود فضائے افریقہ پر جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔اور جوں جوں دن گزرتے گئے۔ دنیا کی مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا۔ہر ایک طرف سے حکومت کو اطلاعات موصول ہوئیں کہ اگر تیل پر قیود عائد کی گئیں۔ تو اطالیہ اِسے اعلان جنگ پر محمول کریگا بحیثیت قوم ہم اٹلی کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر اطالوی عساکر نے ہم پر حملہ کیا۔ تو ہم اپنی شاندار تاریخ کو پیش نظر رکھ کر اس کا کامیابی کے ساتھ جواب دینگے۔لیکن ہمارے ذہن میں جو بات تھی۔ وہ یہی تھی۔کہ اگر صرف ایک طاقت پر حملہ کیا گیا۔ اور دوسری طاقتوں نے امداد نہ کی۔ تو لیگ کی مشکلات میں اضافہ ہو جائیگا۔فرانس کی اکثریت اطالیہ سے انقطاع تعلقات پر زیادہ تشویش کا اظہار کرتی ہے۔اور وہ کوئی ایسی چیز نہیں چاہتی۔جس سے فرانس کو ضعف پہنچنے کا احتمال ہو۔مَیں ایمانداری کیساتھ اقرار کرتا ہوں۔کہ اطالوی مال پر قیود عائد کرنے کے بعد ایک دن بھی ایسا نہیں گذرا کہ میں نے کسی پر امن مصالحت کے لئے ذرائع نہ سوچے ہوں۔ دو ہفتے ہوئے ہم نے از سرِ نو تمام امور پر غور کیا۔ہم نے خیال

کیا۔ کہ اگر تیل پر قیود عائد کر دی گئیں۔ تو اس سے مناقشات اور دشمنی پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ پیرس کی گفتگوئے مصالحت ایسے ماحول میں شروع ہوئی۔ جہاں مختلف حکومتوں کی اکثریت فوجی اقدام کے خلاف تھی۔ سوائے برطانیہ کے کوئی طاقت بھی فوجی پیش بندی کے حق میں نہ تھی۔ چنانچہ ہیں نے تیل کی قیود کو زیادہ عرصہ کے لئے ملتوی کرنے کی تجویز پیش کرنا غیر منصفانہ تصور کیا۔ یہ حالات تھے۔ جن حالات سے متاثر ہو کر ہم نے اس تجویز پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اور یہی تجاویز پیرس کی صحیح تشریح ہیں۔

ہم اب زیادہ خطرناک حالات میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن برطانیہ کے سوائے جس کا ایک بیڑہ بحیرہ روم میں ہے۔ اور کمک کے جہاز جزیرہ مالٹا اور عدن میں موجود ہیں۔ کسی حکومت نے ایک جہاز یا ایک مشین یا ایک آدمی تک کو حرکت نہیں دی۔ شرائط صلح میں بین الاقوامی انتظام۔ ملکی تبادلوں اور اطالیہ کے لئے اقتصادی توسیعات کا دخل تھا۔ جن سے مسولینی نے قبل از جنگ انکار کر دیا تھا۔ لیکن شہنشاہ نے اصولی طور پر انہیں منظور کر لیا تھا۔

مَیں اس بر تجویز کو پسند کرتا ہوں۔ جس میں شہنشاہ کو شرائط صلح پر عامیانہ طور سے غور کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ کیونکہ وہ شکست زدہ حبشہ یہ خیال کریگا۔ کہ لیگ اپنے مقدور سے زیادہ کام کر سکے گی۔ اور اس غلط فہمی سے حبشہ کی آزادی تباہ ہو جائیگی اگر مجموعی دفاع کو حقیقی بنانا منظور ہے۔ تو یہ ضرور ہے۔ کہ ہم عام احتجاج کی مدت سے آگے بڑھیں۔ اور لیگ کی رکن حکومتیں عملی ثبوت کی طرف قدم بڑھائیں۔

میں رائے عامہ کی اکثریت سے باخبر ہوں۔ اور صدق دل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ موجودہ حالات میں صرف یہی ایک راستہ اختیار کرنا ممکن تھا۔ لیکن جب میں نے دیکھا۔ کہ میرے اہلِ وطن اِسے پسند نہیں کرتے۔ تو میں نے استعفٰے دے دیا۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا استعفٰے منظور کر لیا گیا ہے۔

دارالامرا میں لارڈ ہیلی فیکس نے مصالحت کے متعلق حکومت کی پالیسی واضح کرتے ہوئے کہا۔ کہ

جب سر ہوئل ہور سوٹزرلینڈ کے راستہ پیرس کو روانہ ہوئے تھے۔ تو اُنہیں لیوال سے کسی قسم کی گفتگوئے مصالحت میں حصہ لینے کی ہدایت نہیں کی گئی تھی۔ صرف دوسرے امور میں گفتگو کرنے کا اختیار دیا

گیا تھا۔ لیکن وہ خواہ مخواہ اس بحث میں بھی پھنس گئے۔ حکومت نے خیال کیا۔ کہ جب تجاویز اُس تک پہنچے گی۔ تو کوئی حتمی فیصلہ کیا جائیگا۔ یہ الفاظ پہلے ہی فرانسی جرائد میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ مَیں اس حقیقت کو صیغہ راز میں نہیں رکھنا چاہتا۔ کہ جب حکومت ان تجاویز کو بنظرِ غور دیکھے گی۔ تو منظور نہیں کریگی۔

آپ نے اپنی اس دشواری کا ذکر کیا۔ کہ کسی رفیق کی عدم موجودگی میں اس کی مذمت کرنا کتنا بُرا ہے۔ آپ نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ عوام کی رائے معلوم نہ کر کے حکومت نے ایک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہور نے استعفےٰ دے کر ملک و ملت کی بہت بڑی خدمت کی ہے شاید برطانوی دنیا کو زیادہ مضبوط کرنے کے لئے ان کی خدمت زیادہ اچھا لیڈر پیدا کر دے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۳۵ء کو جنیوا میں تیرہ ارکان کی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں ہور لیوال فارمولا پر متواتر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی۔ ارکان کمیٹی نے زبردست بحث و تمحیص کے بعد شرائط مصالحت کو حبشہ کے لئے ذلت آمیز قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ اور لیگ سے سفارش

کی۔ کہ وہ اطالیہ کے خلاف مزید تعزیری کارروائی کا نفاذ کرے۔

پُراسرار شخصیّت

اکسم۔ اڈیگراٹ۔ میکالے۔ اوڈوا۔ گوراہائی اور دانا کیل کو فتح کرنے کے بعد اطالوی فوجوں نے ڈگا بھور کی طرف پیش قدمی شروع کی ۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو طلوع آفتاب عالمتاب کیساتھ ہی اطالوی طیاروں نے ڈگا بھور پر بمباری شروع کر دی۔ تہذیبِ نو کے اِن دعوے داروں نے اشک آور اور خون آور گیس کے ہزاروں بم بیچارے حبشیوں پر برسائے۔ نمائندہ ریوٹر کا بیان ہے۔ کہ جب ۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء کی صبح کو سورج طلوع ہوا۔ اور اُس کی ضوفشانیوں سے دنیائے تاریک مطلعِ انوار بن گئی۔ اور آسمان کی سقفِ نیلی سے تاریکیوں کے پردے اُٹھ گئے۔ تو پانچ سو اطالوی طیارے فضا میں نمودار ہوئے۔ طیاروں کی گونج سن کر غریب حبشی سپاہی سراسیمہ ہو گئے۔ فوجوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اطالوی طیاروں نے آتش ریز بم اور خوں آور ایسڈ حبشی فوجوں پر برسائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں حبشی لقمہ نہنگِ اجل ہو

گئے۔ میدان میں نعشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ اطالوی طیارے متواتر کئی گھنٹے تک بمباری کرتے رہے۔ جب میدان صاف ہو گیا۔ اور حبشی سپاہی غائب ہو گئے۔ یا جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ تو اطالوی طیاروں نے سفید نشانات کے ذریعہ اطالوی عساکر کو پیش قدمی کرنے کا اشارہ کیا۔ اطالوی فوجیں طیاروں کی رہبری میں آگے بڑھیں۔ میدان صاف تھا۔ دور تک کوئی حبشی سپاہی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اِس محاذ پر راس نصیبو اور جنرل وہیب پاشا کی فوجیں اطالوی طیاروں کی شدید بمباری کی وجہ سے پسپا ہو گئی تھیں۔ اس لئے اطالوی بغیر کسی مزید احتیاط کے آگے بڑھتے گئے۔ اور ڈگا بھور کے قریب پہنچ کر رُک گ[illegible]۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ شفق مغرب میں ایک آگ سی لگ رہی تھ[illegible] اور آسمان پر تاریکیوں کے پردے آہستہ آہستہ گرنے شروع ہو گئے۔ ستارے آسمان کے روزنوں سے جھانکنے شروع ہو گئے تھے۔ اور سورج دم توڑ رہا تھا۔ تاروں نے آفتاب کو ارغوانی کفن پہنا کر لحد میں دفنا دیا۔ تاریکی کے خوفناک سیاہ بادل آسمان پر چھا گئے۔ اطالوی فوجیں خیمے نصب کرنے میں مصروف تھیں۔ کہ یکایک مغرب سے حبشی فوج نے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس قدر سخت تھا۔ کہ اطالوی فوجیں اس کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گئیں۔ اور ایک میل تک برابر پیچھے ہٹ گئیں۔ اور حبشی ان کے

تعاقب میں آگے بڑھتے گئے۔ حبشیوں نے بہت سے سامانِ حرب پر قبضہ کر لیا۔ حبشی نشہ کامیابی میں بالکل بیخود ہو رہے تھے۔ اور تاریکی میں برابر بڑھے چلے جاتے تھے۔ اطالوی جرنیل نجات کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر اپنی فوج کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ اور توپخانہ کو پہاڑی کے عقب میں چُھپا دیا۔ جب حبشی توپخانہ کی زد میں آ گئے۔ تو اطالویوں نے گولہ باری شروع کر دی۔ آتش فشاں گولے توپوں کے دہانوں سے نکل نکل کر میدانِ کارزار میں گرتے تھے۔ اور پھٹتے ہی سینکڑوں کو موت کی نیند سُلا دیتے تھے۔ تاریکی چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔ اِس لئے اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی تھی۔ خون آشام تلواریں۔ نیزے سنگینیں رات کی تاریکی میں بلند ہوتے تھے۔ اور انسانوں کے سمندر میں گم ہو جاتے تھے۔ گولوں کے پھٹنے کی ہیبت ناک آوازوں سے تمام میدان گونج رہا تھا۔ گولیاں سائیں سائیں کرتی ہوئیں بندوقوں سے نکلتی تھیں۔ اور بہادروں کے سینوں کو چھلنی کرتی ہوئی گذر جاتی تھیں تمام میدان نعشوں سے بھرا پڑا تھا۔ تِل دھرنے کو جگہ نظر نہیں آتی تھی۔ خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔ نصف رات گذرے۔ اسٹیج فلک کا چیف ایکٹر آسمان پر نمودار ہوا۔ اور اُس کی دلفریب چاندنی چاروں طرف پھیل گئی۔ اُس کی روپہلی کرنیں میدانِ کارزار میں رقص کرنے لگیں۔

اب دونوں طرف کے بہادر ایک دوسرے کو بخوبی پہچان سکتے تھے۔ دونو لشکر آپس میں اس طرح ملے۔ کہ جس طرح لوہے کی دو چیزیں ملتی ہیں۔ تلوار پر تلوار پڑنے لگی۔ قومی نعروں کی صداؤں نے مردہ تنوں میں جان ڈال دی۔ اور بزدلوں کو لڑائی پر اُبھارا۔ بہادر بڑھ بڑھ کر وہیں اجل سے بغلگیر ہوتے لگے۔ تمام رات معرکۂ قتال وجدال گرم رہا۔ لیکن کوئی تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا۔ کبھی حبشی اطالوی فوجوں کو پسپا کر دیتے تھے۔ اور کبھی اطالوی حبشیوں کو پیچھے ہٹا دیتے تھے۔ تمام رات بساط جنگ پر یہ جنگی چالیں چلی جاتی رہیں۔

صبح ہونے کو تھی۔ رات کی تاریکیاں آہستہ آہستہ کافور ہو رہی تھیں۔ چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی تھی۔ اختر سحر آخری بار چمکا۔ اور گم ہو گیا۔ شاہ خاور کی کشتی نور کے سمندر میں تیرتی ہوئی مشرق سے مغرب کی طرف روانہ ہوئی۔ تمام دنیا میں اُجالا ہو گیا۔ بہادر سپاہی تمام رات تلوار چلاتے چلاتے تھک گئے۔ ان کے بازو شل ہو رہے تھے۔ پاؤں ڈگمگا رہے تھے۔ اور آنکھوں میں شب بیداری کی وجہ سے سرخ ڈورے پڑ گئے تھے۔ اِس کس مپرسی کی حالت میں اطالوی جوانوں نے ہمت سے کام لیا۔ اور ایک ایسا زبردست حملہ حبشیوں پر کیا۔ کہ حبشی سپاہی اُس کی تاب نہ لاکر پسپا ہو گئے۔ اطالوی ان کے تعاقب میں آگے بڑھے۔

حبشی توپخانہ نے انہیں اپنی زد پہ پا کر گولہ باری شروع کر دی۔ انسان چنوں کی طرح بھُنے جاتے تھے۔ ہزاروں ماؤں کے لال۔ بہنوں کے بھائی۔ بیٹوں کے باپ اور بیویوں کے شوہر آغوشِ قضا میں مرے کی نیند سو گئے۔ حبشی توپخانہ نے اس شدت سے گولہ باری کی۔ کہ اطالوی سپاہیوں کے مُنہ پھیر دیے۔ اطالوی فوجوں کو بھاگتا دیکھ کر حبشیوں کی ٹوٹی ہوئی ہمتیں پھر بندھیں۔ اور اُنہوں نے بھاگتے ہوئے اطالویوں کو سنگینوں پہ دھر لیا۔ بیشمار اطالویوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اِس اثناء میں اطالویوں کو مزید کمک پہنچ گئی۔ اور اطالوی طیاروں کا مزید دستہ بھی آ گیا۔ اب جنگ کا نقشہ پھر بدلا۔ اطالویوں نے جم کر جنگ شروع کر دی۔ اطالوی توپخانے اور مشین گنوں نے بڑی سُرعت سے حبشیوں پر گولہ باری شروع کر دی۔ اطالوی طیاروں نے حبشی فوجوں پر گیس کے بم برسائے۔ حبشی حملے کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گئے جرنیل گریٹیانی کے اسود پوش اطالوی سپاہیوں نے کمال دلیری اور بہادری سے حبشی فوجوں کا تعاقب کیا۔ اور دو ہزار حبشیوں کو موت کی گھاٹ اُتار دیا۔ طیاروں کی بمباری نے حبشی فوجوں میں انتشار پیدا کر دیا۔ اور وہ تتر بتر ہو گئیں۔ اُن کی تمام قوت منتشر ہو گئی۔ اور اطالوی فوجوں نے شام ہونے سے قبل ڈگا بھور پر قبضہ کر لیا۔ شہر بالکل خالی تھا

صرف گرجاؤں میں پادری اور ننیں موجود تھیں۔ جنہوں نے اطالوی فوجوں کی اطاعت قبول کر لی۔

کرسمس کے متبرک تہوار کی وجہ سے تمام محاذوں پر جنگ چند دن کے لئے بند ہو گئی۔ اور دونوں طرف کے بہادر آنے والی معرکہ آرائیوں کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ایک شام کا ذکر ہے۔ کہ اطالوی فوجی کیمپوں میں ایک بوڑھا راہب پھرتا ہوا دکھائی دیا۔ اطالوی کیمپوں میں سپاہی بیٹھے ہوئے خوش گپیاں ہانک رہے تھے۔ رات اندھیری تھی۔ دس بجے کا وقت تھا۔ آسمان ابر آلود تھا۔ اور ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی کہ غدار وطن راس گاگا جنرل گریزیانی کے خیمہ سے نکلا۔ دو تین حبشی سپاہی اُس کے ساتھ تھے۔ راہب نے آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُس پر پستول چلایا۔ نشانہ خطا گیا۔ اور گولی سپاہی کو لگی۔ وہ تڑپا گرا اور سرد ہو گیا۔ راہب نے دوسری گولی چلانے کی کوشش کی لیکن سپاہیوں نے دوڑ کر اُسے گرفتار کر لیا۔ تمام اطالوی کیمپوں میں بھاگڑ مچ گئی۔ اور ہیجان پھیل گیا۔ راہب کو دو سپاہی گرفتار کئے ہوئے جنرل گریزیانی کے خیمہ میں لائے۔ راہب کی سفید ریش خس وخاشاک سے اٹی ہوئی تھی۔ اور سر کے بال بہت بُری طرح بکھرے ہوئے تھے۔ ایک ادنیٰ لبادہ بدن پر [illegible] میں سینکڑوں پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب اُسے گریزیانی

کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ مسکرا رہا تھا۔

جنرل گریزیانی ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اُس نے اپنی بڑی بڑی سرخ آنکھیں راہب کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو۔ کہ تمہاری اس حرکت کی سزا کیا ہے؟"

راہب:۔ بہت اچھی طرح!

گریزیانی:۔ تم ایک تارک الدنیا شخص ہو۔ تم نے ایسی حرکت کیوں کی؟

راہب:۔ بیشک میں تارک الدنیا شخص ہوں۔ لیکن جب کوئی زبردست زیردست پر ظلم کر رہا ہو۔ تو ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی امداد کرے۔ اور اُسے ظالم کے ظلم سے بچانے کی کوشش کرے۔

گریزیانی:۔ زبردست زیردست پر ظلم کر رہا ہے؟

راہب:۔ ہاں ظالم تہذیب کے نام پر تہذیب سوز افعال کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ مہذب دنیا کے مہذب درندے حبشیوں کی آزادی چھین رہے ہیں۔ اِس وقت ہر محب وطن حبشی کا فرض ہے۔ کہ سر سے کفن لپیٹ کر اطالوی درندوں کے مقابلہ میں نکل آئے۔ غدار کو اُس کی غداری کی سزا دے۔ اور مظلوم کی ہر ممکن امداد کرے۔

گمریزیانی:۔ (غصہ سے کانپتے ہوئے) بوڑھے پاجی۔ تو نہیں جانتا۔ کہ تیری کھال اُتروا کر بھس بھر دیا جائیگا۔ تیری یہ زبان جو مقراض کی طرح چل رہی ہے۔ گدی سے کھینچ لی جائیگی۔ اور تیرا گوشت اور ہڈیاں کتوں کے آگے ڈلوا دی جائینگی۔

راہب:۔ (مسکراتے ہوئے) ہر محب وطن موت کو زندگی سمجھتا ہے وہ موت جو حق و صداقت کی راہ میں آئے۔ مبارک و مسعود موت ہے میں خوش ہوں۔ کہ مجھے آزادی وطن کے تحفظ کے جرم میں سزائے موت دی جا رہی ہے۔ لیکن مجھے اِس بات کا ضرور افسوس ہے۔ کہ مَیں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک غدار ملک و ملت میرے ہاتھوں سے بچ گیا۔ لیکن اس ملت فروش راس گگسا کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ملک سے غداری کرنے کی بنا پر اِسے خوفناک سزا دی جائیگی۔ اگر تمام حبشہ پر اطالوی قبضہ بھی ہو جائے۔ اور اِس منحوس شخصیت کو وطن سے غداری کرنے کے صلہ میں بادشاہی کیوں نہ بنا دیا جائے۔ لیکن اِسے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کی جان محفوظ ہے۔ جب تک حبشہ کی سرزمین پر ایک محب وطن حبشی بھی موجود ہے۔ راس گگسا اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے۔ اگر حبشہ غلام بنا لیا گیا۔ اور ہمیں شکست ہوئی۔ تو اِس غلامی کا ذمہ وار راس گگسا ہوگا۔ بیواؤں کی آہیں۔ یتیموں کے نالے۔ اور شہیدوں

کی روحیں حبشی نوجوانوں کو اس غدار ملک و ملت سے انتقام لینے پر اُبھارتی رہیں گی۔

گریزیانی:- ختم کرو۔ اس بدگوئی کو۔ ورنہ اس جگہ ڈھیر کر دیئے جاؤ گے

راہب:- بہادر ذلت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ میں غلام بن کر زندہ رہنا انتہائی ذلت اور نامردی سمجھتا ہوں۔ سنو گریزیانی! میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ شخص جس نے اپنے وطن سے وفا نہیں کی۔ وہ تم سے بھی وفا نہیں کر سکتا۔ یہی غدار وطن گگسا جو آج حبشیوں سے غداری کر کے تمہاری مدد کر رہا ہے۔ کل تمہارے حق میں زہر قاتل ثابت ہو سکتا ہے۔ جس نے وطن بھائی بندوں۔ رشتہ داروں اور اہل عیال سے وفا نہیں کی۔ جس نے ہزاروں حبشیوں کو اطالوی درندوں کے ہاتھوں موت کی نیند سُلا دیا ہے۔ جس نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے مادر وطن کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں ڈالی ہیں۔ وہ کبھی تم سے وفا نہیں کریگا۔ کل جب اطالوی حکومت حبشہ پر مسلط ہو جائیگی۔ تو سب سے پہلے یہی آپ کا حمایتی آپ کے خلاف علم بغاوت بلند کریگا۔

گریزیانی (غصہ سے لرزتے ہوئے)، لے جاؤ۔ اس کمینے انسان کو میری آنکھوں کے سامنے سے لے جاؤ۔ اور کسی خیمے میں قید کر دو۔ صبح اسے کھلے میدان میں گولی کا نشانہ بنایا جائیگا۔

اطالوی سپاہی راہب کو کشاں کشاں خیمہ میں لے گئے۔ اور اُسے قید کر دیا۔ رات گذری۔ صبح ہوئی۔ سورج ذرا بلند ہوا۔ تو بوڑھے راہب کو کھلے میدان میں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ جب اُس کی نعش زمین پر گر پڑی۔ اور ایک عورت کی شکل سامنے آگئی۔ اُس کی تلاشی لینے پر اُس کی جیب سے ایک رُقعہ نکلا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔

"غدار باپ کی حُریت پسند محب وطن دُختر"

ادیس ابابا کی تباہی اور شاہ نجاشی کا فرار

میرا رنگ روپ بگڑ گیا میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اُجڑ گیا میں اُسی کی فصلِ بہار ہوں

انقلاباتِ زمانہ کے سیلِ رواں بڑی بڑی جبروتی اور قہرمانی سلطنتوں کو خس و خاشاک کی مانند بہالے گئے۔ اس دنیائے ناپائیدار میں ہزاروں قومیں بن بن کر بگڑیں۔ اور بگڑ بگڑ کر بنیں۔ نئے نئے مذہب ظہور پذیر ہوئے۔ اور بامِ عروج پر پہنچکر صفحۂ دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے کروڑوں بہادر رستم و سہراب کے ہم پلہ پیدا ہوئے۔ اور اپنی بہادری شجاعت اور جرأت کا ڈنکا بجا کر اس دنیا سے چلے گئے۔ اُن کی بہادری کے جوہر۔ جوشِ مردانگی کے ولولے۔ شمشیر زنی کی حکائتیں۔ سیاستدانی کے چرچے۔ جہانبانی و حکمرانی کی تمنّائیں۔ سیم وزر کی خواہشیں ان کے اجسام کے ساتھ ہی زمین میں دفن ہو گئیں۔ چشمِ فلک نے پستیٔ زمین پر ہزاروں سلطنتوں کا تختہ اُلٹتا ہؤا دیکھا۔ بڑے بڑے شاہانِ ذیشان

کو کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے اور فاقے کرتے دیکھا اور گدایانِ جہاں کو سریر آرائے مسندِ حکومت ہوتے دیکھا۔ یہ چیزیں۔ یہ انقلابات جہاں اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہیں دنیا کے لئے ایک عبرت آموز اور سبق آموز واقعہ ہیں۔ جنگ شروع ہوئے چھ ماہ کا عرصہ ہوگیا تھا۔ اور ابھی تک یہ منحوس جنگ جاری تھی۔ اس تباہ کُن جنگ میں ہزاروں آدمی لقمہ نہنگِ اجل ہوگئے۔ لاکھوں گھر برباد اور بچے یتیم اور ہزاروں خاندانوں کے چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گئے۔ اِن پر ادبار اور افلاس کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ سوگ۔ آہ وزاری نالہ وشیون کی دلدوز صدائیں حبشہ کے طول وعرض سے بلند ہورہی تھیں۔ ابھی اطالوی فوجیں ادیس ابابا میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ اور مختلف محاذوں پر جنگ جاری تھی۔ فریاد وفغاں کی جگر گداز صدائیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ ہزاروں دولہنوں کے سہاگ خاک میں مل گئے اور ان کی زندگیاں برباد ہوگئیں۔ حبشی پے درپے شکستوں سے بددل ہوگئے۔ اور اُن کی مشکلات میں روزافزوں اضافہ ہوتا گیا۔ ڈیسی کی شکست نے اُن کی کمرِ ہمت توڑ دی۔ اور اُن کے حوصلوں کو پست کر دیا۔ کساد بازاری نے سپاہیوں کی بددلی میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔ اطالویوں نے حبشیوں کی اس بددلی سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور حبشی سپاہیوں

میں روپے اور جاسوسوں کا جال بچھا دیا۔ حبشی جاسوسوں کے ذریعہ اس قدر زبردست پروپیگنڈا کرایا۔ کہ حبشیوں نے ڈیسی کی پہاڑیوں میں جبکہ شاہ نجاشی فوجوں کی قیادت کر رہے تھے۔ اُن پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ شہنشاہ نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی۔ اور ایک محفوظ مقام پہ چلے گئے۔ آپ کی گمشدگی کے زمانہ میں اطالوی خبر رساں ایجنسیوں نے حبشہ اور بیرون حبشہ میں یہ خبر مشتہر کر دی۔ کہ شاہ نجاشی ڈیسی کی لڑائی میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس وحشت اثر خبر نے اُن حبشیوں کے حوصلوں کو پست کر دیا۔ جو سمالی لینڈ اور جگجیگا کے محاذوں پر اطالوی عساکر سے نبرد آزما تھے۔ جرنیل وہب پاشاہ اور راس نصیبو نے بددل حبشیوں کو سنبھالنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن اُنہیں اپنی کوششوں میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ راس نصیبو نے دس ہزار قبائلی حبشیوں کو جمع کیا۔ اور کچھ پرانی فوج کے سپاہیوں کو آمادہ بہ جنگ کیا۔ اور ہنڈنبرگ لائن قائم کی۔ لیکن اطالوی طیاروں نے اس لائن کو بمباری سے درہم برہم کر دیا اور سخت خونریزی کے بعد جگجیگا پر قبضہ کر لیا۔ ادھر ڈیسی سے اطالوی فوجوں نے بڑھ کر ساسابانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ادیس ابابا کی طرف پیشقدمی شروع کر دی۔ حبشیوں نے ادیس ابابا کے تحفظ کی خاطر آخری کوشش شروع کر دی۔ اطالوی فوجوں کے راستوں میں رکاوٹ پیدا کرنے کے

لئے دریاؤں کے رُخ بدل دیئے۔ پلوں۔ سڑکوں اور پہاڑوں کو ڈائنامیٹ سے اُڑا دیا گیا۔ سڑکوں پہ پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک بے پایاں سمندر ہے۔ جو تا حد نظر پھیلا ہؤا ہے۔ آمدورفت اور رسل و رسائل کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔ اطالوی لشکر ادیس ابابا سے صرف ستر میل کے فاصلہ پہ ڈیرے ڈالے پڑا تھا شاہ نجاشی طویل عرصہ غائب رہنے کے بعد ادیس ابابا میں پہنچ چکے تھے۔ آپ نے ادیس ابابا میں آتے ہی ایک زبردست اعلان کیا۔ جس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

"شمالی محاذ پر حبشی فوجوں کو جو شکست ہوئی ہے۔ میں اس سے مایوس نہیں ہؤا۔ اطالوی پیش قدمی سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ انہیں فیصلہ کن فتح حاصل ہو گئی ہے۔ حبشہ میں ابھی جان باقی ہے۔ اور وہ ڈٹ کر اطالیہ کا مقابلہ کرے گا۔ جب تک ایک خوددار حبشی بھی زندہ ہے۔ ہم ہرگز ہرگز شکست تسلیم نہیں کرینگے۔"

شہنشاہ حبشہ نے ادیس ابابا میں بیٹھ کر باقیماندہ فوج کو اکٹھا کیا۔ وطن کی عزت کے نام پر عوام سے اپیل کی۔ کہ وہ سر بکف ہو کر میدان کارزار میں نکل آئیں۔ تاکہ ادیس ابابا کو اطالوی درندوں

سے بچانے کیلئے آخری فیصلہ کن لڑائی لڑی جا سکے۔
ادیس ابابا میں اطالوی جاسوسوں اور مبلغوں کا ایک گروہ بڑی تندہی اور جانفشانی سے حبشیوں میں شاہ نجاشی کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا تھا اور عوام میں بددلی پھیلا رہا تھا۔ چھ ماہ کی متواتر جنگ اور کساد بازاری نے عوام کے جذبات کو بہت زیادہ برانگیختہ کر رکھا تھا۔ پے در پے شکستوں نے اس آگ پر تیل کا کام دیا۔ اور بہت سے جان نثار سپاہی اور فوجی افسر شاہ نجاشی سے کٹ کر اطالوی فوجوں سے جا ملے۔ حالات نازک صورت اختیار کر گئے۔ شاہ نجاشی نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مجلس مشاورت بلائی۔ تاکہ حالات پر غور کیا جا سکے۔ اور آئندہ اقدام کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔
۲ مئی ۱۹۳۶ء کا دن تھا۔ رات کی تاریکیاں آہستہ آہستہ کافور ہو رہی تھیں۔ رات بھر جگمگانے والے ستارے آسمان کے روزنوں میں چھپ گئے تھے۔ افق مشرق پر سپیدی کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ طائرانِ خوش الحان کے نغمے فضا میں گونج رہے تھے باغوں میں پھول کھل رہے تھے۔ ہوا کے شوخ و شنگ جھونکے پھولوں سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ صبح کا سہانا وقت تھا۔ حبشہ کے حسین خوبصورت لباسوں میں ملبوس باغوں کی مرمریں روشوں

پر مٹر گشت کر رہے تھے۔ آفتاب عالمتاب مسکراتا ہوا اُفق مشرق سے
بلند ہوا۔ شاہ خاور کی نورانی کرنوں نے پستی زمین پر نورانی جال بچھا دیا
اس دلفریب سماں میں شہنشاہ حبشہ شاہی محل میں ایک زرنگار کرسی
پر تفکرات کے بحرِ عمیق میں مستغرق سرنگوں بیٹھا تھا۔ اُس کے چہرہ
پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ اور آنکھوں میں شب بیداری کی وجہ سے
سُرخ ڈورے پڑ گئے تھے۔ اُس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔
کہ ولیعہد سلطنت کمرے میں داخل ہوا۔ اور باپ کے پہلو میں ایک کرسی
پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کمرے میں بالکل خاموشی رہی۔ لیکن آخرکار ولیعہد
نے مُہرِ سکوت کو توڑا۔ اور شاہ نجاشی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"آپ اس قدر اُداس کیوں ہیں ابا جان؟"

شاہ نجاشی:۔ (گہری سوچ سے سر اُٹھا کر) اُداس! نہیں بیٹا تمہیں
دھوکا ہوا ہے۔ بہادر سپاہی حوادث و انقلابات سے اُداس نہیں
ہوا کرتے۔ میں نے دیانت داری سے آزادی وطن کے تحفظ کے لئے
ملک کے مخالفوں سے جنگ کی ہے۔ مجھے کسی بات کا افسوس نہیں۔
لیکن اس بات کا رنج ضرور ہے۔ کہ ملک نے آخری دم تک میرا ساتھ
نہیں دیا۔ اطالوی روپے اور پروپیگنڈے نے میرے بعض بہادر
سپاہیوں اور جان نثار جرنیلوں کے ایمانوں کو خرید لیا۔ میں اب

بھی مایوس نہیں ہوا۔ اگر میرا ملک میرا ساتھ دے۔ تو میں اُس وقت تک اطالویوں سے نبرد آزما رہنے کے لئے تیار رہوں۔ جب تک کہ میری رگوں میں خون ہے۔ اور جسم میں رُوح ہے۔

ولیعہد:۔ ملکی جرنیلوں سے زیادہ ضعف اور نقصان ہمیں مجلسِ اقوام کے مدبرین کی سیاہ کاریوں نے پہنچایا ہے۔ اور ہمارے وطن کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں پہنا دی ہیں۔ ہمیں قدرت کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ پردۂ غائب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

شاہ نجاشی:۔ بیشک! اگر لیگ چاہتی۔ تو حبشہ اطالوی درندوں کی دست بُرد سے بچ سکتا تھا۔ لیکن لیگ کے ارکان نے مسولینی کے خوف سے اطالیہ کے خلاف فوجی تعزیری کارروائی نہ کی۔ اور آخری وقت تک ہمیں دھوکے میں رکھا۔ اطالوی فوجوں نے زہریلی گیس کا استعمال کیا۔ لیگ کے پاس اس کا ثبوت موجود تھا۔ لیکن لیگ مسولینی کی اس دھمکی میں آگئی۔ کہ اگر اطالیہ کے خلاف فوجی تعزیری کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ تو اطالیہ ایسا کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کا آغاز کر دیگا۔ اگر ہمارے پاس طاقت ہوتی۔ تو لیگ کو کبھی ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور وہ جارحانہ اقدام کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کر سکتی۔ میں اپنے جان نثار ملکی بھائیوں پر خوش ہوں۔ کہ اُنہوں نے اپنے

وطن کی آزادی بچانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اور حق وصداقت کی راہ میں آخری وقت تک دشمنوں سے نبرد آزما رہے ہیں۔ بعض غداران ملک وملت کی سیاہ کاریوں اور پے در پے شکستوں اور کساد بازاری نے یقیناً سپاہیوں پر اثر ڈالا ہے۔ اور وہ بددل ہو گئے ہیں۔ لیکن اس وقت بھی دس ہزار نوجوان ادیس ابابا میں موجود ہیں۔ جو اطالویوں سے نبرد آزما ہونے کو تیار ہیں۔ لیکن حالات ناموافق ہیں۔ اور عوام جنگ سے تنگ آ گئے ہیں۔ اطالوی جاسوس اور ملکی غدار پوری کوشش سے میرے خلاف برانگیختہ کر رہے ہیں رعایا کی اکثریت اطالوی درندوں کے دامِ فریب میں پھنس چکی ہے۔

ولیعہد:۔ یہ درست ہے۔ کہ حالات نازک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن آپ کا یہ خیال کہ رعایا ہمارے مخالف ہو گئی ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ قوم ہمارے احسانات کو اتنی جلدی فراموش نہیں کر سکتی۔ ملک کے خورد وکلاں اب بھی اطالویوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔ لیکن پے در پے شکستوں نے جرنیلوں کی ہمتیں پست کر دی ہیں۔

شاہ نجاشی اور ولیعہد سلطنت گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں۔ کہ خدمتگار آ کر اطلاع دیتا ہے۔ کہ اعیانِ سلطنت شاہ سے ملاقات کرنا

چاہتے ہیں۔ چنانچہ نجاشی اُنہیں اندر بُلا لیتا ہے۔ جب تمام وزراء اور سردارانِ فوج آجاتے ہیں۔ اور کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ تو شاہ نجاشی پوچھتے ہیں۔

شاہ نجاشی:۔ کہئے اطالوی فوجیں کتنی دور رہ گئی ہیں؟

وزیر جنگ:۔ پچاس میل کے فاصلہ پر ڈیرے ڈالے پڑی ہیں۔ غالباً ایک دو دن تک ادیس ابابا کے قریب پہنچ جائینگی۔

شاہ نجاشی:۔ ان حالات میں کیا کرنا چاہئیے۔

وزیر جنگ:۔ حالات بہت خراب ہو رہے ہیں۔ رعایا کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ اور بغاوت کا خطرہ ہر لحظہ زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔

شاہ نجاشی:۔ کیا رعایا کسی قدر پریشان ہو گئی ہے۔ کہ عَلم بغاوت بلند کرنا چاہتی ہے۔

وزیر:۔ نہیں عالیجاہ! رعایا آج بھی خاندانِ شاہی کی وفادار اور جان نثار ہے۔ لیکن پیہم شکستوں نے رعایا کو بد دل کر دیا ہے۔ بڑے بڑے وفادارانِ سلطنت اور جان نثارانِ حکومت اطالوی دامِ فریب میں پھنس گئے ہیں۔ قبائلی سرداروں نے اطاعت قبول کر لی۔ جنوبی محاذ پر راس نصیبو جرنیل وہب پاشا اور راس عمرو ابھی تک اطالوی عساکر سے نبرد آزما ہیں۔ لیکن تشویشناک اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اُس محاذ

پر بھی حبشی سپاہی جم کر لڑنے کو تیار نہیں۔ ملک کی اندرونی حالت سخت خراب ہو رہی ہے۔ اطالوی جاسوس عوام کو آپ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ ان حالات میں یہی بہتر ہے۔ کہ آپ یہاں سے یورپ تشریف لے جائیں۔ اور ملک کو خدا کے حوالے سونپ دیں۔

شاہ نجاشی:- کیا میں اپنے وطن عزیز کو مصیبت میں مبتلا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے کسی غیر جانبدار ملک میں چلا جاؤں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں ایک سپاہی ہوں۔ سپاہی فرار اختیار نہیں کرتا بلکہ میدان کارزار میں مرنا فخر سمجھتا ہے۔ میں اطالوی سنگینوں سے مرنا قبول کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ بات نہیں سن سکتا۔ کہ نجاشی بزدلوں کی طرح جان بچانے کے لئے بھاگ گیا۔ میں اسی خاک میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔ کہ جس سے میرا خمیر اٹھایا گیا ہے۔

وزیر جنگ:- عالیجاہ! آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن مصلحت وقت یہی ہے۔ کہ آپ بغیر کسی تاخیر کے ادیس ابابا سے روانہ ہو جائیں۔ وقت کم ہے۔ اور دشمن کی فوجیں شہر میں داخل ہوا چاہتی ہیں۔ بحث کا وقت نہیں۔ تیاری کا سامان کیجئے۔ تاکہ آپ صحیح وسلامت شہر سے نکل جائیں۔

شاہ نجاشی:- (دیگر امرائے سلطنت سے مخاطب ہو کر) آپ لوگوں

کی کیا رائے ہے؟

اُمرائے سلطنت:۔ مناسب یہی ہے۔ کہ آپ تشریف لے جائیں

شاہ نجاشی:۔ اگر آپ لوگوں کی یہی رائے ہے۔ تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہتا ہوں۔

۲ مئی کو شاہ نجاشی۔ ملکہ حبشہ۔ ولیعہد اور دیگر افراد خاندانِ شاہی ریل پر سوار ہو کر جیبوتی روانہ ہو گئے۔ شاہ نے ادیس ابابا سے روانہ ہونے سے قبل شاہی محل کے دروازے کھول دیے۔ اور عوام کو حکم دیا کہ وہ محل کو لوٹ لیں۔

شاہ نجاشی ۴ مئی کو جیبوٹی پہنچے۔ اور برطانوی جنگی جہاز کے ذریعہ فلسطین روانہ ہو گئے۔ راس نصیبو اور جرنیل وہب پاشا بھی ڈیرڈاوا کے راستے جیبوٹی پہنچ گئے۔ اور ایک دوسرے برطانوی جہاز کے ذریعہ عازمِ فلسطین ہوئے۔

ادیس ابابا میں غدر برپا ہو گیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ عوام نے سرکاری عمارات کو لوٹ لیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی۔ غیر ملکی سفارت خانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ گلی کوچوں میں کھلم کھلا جنگ شروع ہو گئی۔ قتل و غارت اور طوائف الملوکی کا دَور دَورہ ہے۔ غیر ملکی باشندوں نے سفارت خانوں میں جا کر پناہ لی۔ لیکن حبشی باغیوں نے ادیس ابابا

کے گلی کوچوں میں وہ ہلڑ مچایا۔ کہ دنیا الامان والحفیظ پکار اُٹھی۔ ہر طرف لوٹ مار۔ قتل وغارت کا بازار گرم تھا۔ باغی لیڈروں کے سامنے جو آتا۔ گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔ بازار اور گلی کوچے نعشوں سے پٹے پڑے تھے۔ منتشر فوجیں اور شہر کے مفسدہ پردازوں نے محل شاہی پر یورش کر کے اُسے لوٹ لیا۔ خونریزی تمام دن اور رات جاری رہی۔ لٹیروں نے شہر کو آگ لگا دی۔ اور نصف شہر جل کر تودۂ راکھ ہو گیا۔ لٹیروں نے ایک دن میں دوسو بار گولیاں چلائیں۔ اور پولیس کے تمام انتظام کو درہم برہم کر دیا۔ تھانوں کو آگ لگا دی۔ اور جو کچھ ہاتھ چڑھا لے اُڑے حکومت فرانس نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اطالوی فوجوں سے اپیل کی۔ کہ وہ فوراً ادیس ابابا میں داخل ہو کر غیر ملکی باشندوں اور وزارت خانوں کو لٹیروں کے دستِ تعدی سے بچانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ۵ مئی کو اطالوی فوجیں فتح و نصرت کا پرچم اُڑاتی ہوئی شہر میں داخل ہوئیں۔ لٹیروں نے معمولی مقابلہ کے بعد اطاعت قبول کر لی۔ اور شہر میں امن قائم ہو گیا۔ فتح حبشہ کی خوشی میں تمام اطالیہ میں چراغاں کیا گیا۔ اور مسولینی نے فسطائی کونسل کے سامنے اِس موقعہ پر ایک زبردست تقریر کی۔ اِس تقریر کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"حبشہ کا ملک اطالیہ کی ملکیت ہے۔ کیونکہ اطالوی شمشیر نے اُسے

فتح کیا ہے۔ اور تہذیب تمدن نے بربریت پر فتح حاصل کی ہے۔ ہم نے جس عزم و استقلال کے ساتھ اس فتح کی مدافعت کرینگے ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان الفاظ سے ہم اطالیہ کے ان سپاہیوں کی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔ جو حبشہ میں جنگ کر رہے ہیں"

مسولینی نے ان تمام لوگوں کو خراج تحسین ادا کیا۔ جنہوں نے اس فتح میں مدد کی۔ آخر میں اُس نے کہا۔

"جو مقاصد اطالیہ کے پیش نظر ہیں۔ ہم نہایت جرأت۔ استقلال اور عزم کے ساتھ ان مقاصد کے حصول کے لئے پُر امن طریقہ پر گامزن رہیں گے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسولینی نے کہا۔ کہ اطالیہ کی گذشتہ تیس صدیوں کی تاریخ میں بہت اہم مواقع آئے ہیں۔ مگر یہ موقع سب سے زیادہ اہم ہے۔ میں اطالیہ کے باشندوں اور تمام دنیا کے سامنے اعلان کرتا ہوں۔ کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ میں اطالیہ کے شہریوں کے سامنے اعلان کرتا ہوں۔ کہ امن از سرِ نو قائم ہو گیا ہے۔ میں سات ماہ کے عرصہ کے بعد بغیر کسی قسم کے جذبات کے یہ عظیم الشان الفاظ کہہ رہا ہوں"۔

مسولینی کی تقریر کے اختتام پر گھنٹے۔ ناقوس اور تالیاں بجائی گئیں

تمام شہر تالیوں کے شور سے گونج اُٹھا۔ خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ اور حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ آج شاہ اٹلی کو شہنشاہ حبشہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور جنرل بڈوگلیو فاتح حبش کو حبشہ کا گورنر جنرل مقرر کیا جاتا ہے۔

انجام

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا!

جنگ کا ہلاکت آفریں انسانیت سوز اور تہذیب شکن دور ختم ہوگیا۔ حبشہ پر اطالوی قبضہ ہوگیا۔ لیکن اس ہلاکت آفریں جنگ کے دوران میں تہذیب انسانی کے دعویداروں نے مظلوم اور پرامن شہریوں پر وہ ظلم ڈھائے۔ کہ لوگ ہلاکو کی تباہ کاریوں اور چنگیز کی خونریزیوں کو بھول گئے۔ اس چرخ چنبری کے نیچے سکندر کا جاہ و جلال۔ دارا کا کلاہ شاہی۔ فرعون کی خدائی۔ نمرود کی شہنشاہی۔ شداد کی جنت۔ جمشید کا جام۔ کسریٰ کا تخت اور قیصر کی حکومت سب فنا ہو گئے انسان نے ان واقعات سے تھوڑی دیر کیلئے عبرت حاصل کی۔ لیکن پھر اسکی طبیعت خونریزی۔ قتل و غارت۔ لوٹ و مار۔ اور مظلوموں کو ستانے کی طرف مائل ہوگئی۔ غاصبوں نے زیردستوں کی آزادی چھین

لی۔ سرسبز کھیتوں۔ رفیع الشان عمارتوں۔ آباد بستیوں اور پُرامن شہریوں کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔ جنگ عالمگیر کے بعد یہ خیال عام ہو گیا تھا۔ کہ اب کوئی جنگ نہیں لڑی جائیگی۔ قیام امن عالم کے لئے مجلسِ اقوام کا وجود ظہور میں آیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ کمزور سلطنتوں کی آزادی کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے بچایا جائیگا۔ یورپ کے شاطروں نے امن۔ صلح۔ آشتی کے پردہ میں جنگ کی تیاریاں کرنی شروع کر دیں۔ اور اسلحہ ساز کارخانوں میں عالمگیر جنگ کے زمانہ سے بھی زیادہ انہماک اور سرعت سے سامانِ حرب تیار ہونا شروع ہو گیا۔ یورپ کی تمام سلطنتوں میں سب سے زیادہ سامانِ حرب گزشتہ دس سال کے عرصہ میں اطالیہ نے تیار کیا۔ مسولینی نے تمام ملک کی فوجی تنظیم کر لی۔ بچے۔ بوڑھے۔ جوان سب کے سب سپاہی بن گئے۔ کارخانوں کے مزدور اور کھیتوں میں کام کرنے والے کسان بہترین سپاہی بنا دیئے گئے۔

جب تمام اطالیہ کیل و کانٹے سے لیس ہو گیا۔ تو مسولینی نے واقعہ دلوال کی آڑ لیکر لیگ کی دھمکیوں اور تعزیری کارروائیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حبشہ پر حملہ کر دیا۔ اور چھ ماہ کی خونریز جنگ کے بعد مظلوم حبشہ کی آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ شہنشاہ حبشہ جان بچا کر اہل وعیال

سمیت فلسطین چلے گئے۔ اور اطالوی عساکر نے حبشہ پر قبضہ کر لیا۔ اور تہذیب کے نام پر سینکڑوں انسانوں کو توپ دم کر دیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ حبشہ کے بہت بڑے حصہ پر اطالوی فوجیں قابض ہو گئی تھیں۔ اور انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا تھا لیکن حبشی سفیر متعینہ لنڈن نے اطالوی فوجیں قابض ہو گئی تھیں۔ اور انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا تھا۔ لیکن حبشی سفیر متعینہ لنڈن نے اطالوی کی تکذیب کرتے ہوئے "ٹائمز" میں مندرجہ ذیل بیان شائع کرایا۔

بعض حلقوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ حبشہ میں اس وقت کوئی منظم اور با اثر حکومت نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے یہاں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حبشی وزرار کی ایک جماعت مغرب میں باقاعدہ طور پر حکومت کر رہی ہے تمام پرانے کاغذات ان کے قبضہ میں ہیں۔ ملک کا ۳/۵ حصہ ابھی تک ان کے قبضہ میں ہے۔ میں موجودہ حکومت کا صدر مقام اس لئے بیان نہیں کرتا۔ کہ اگر یہ بات ظاہر کر دی گئی۔ تو اطالوی فوراً وہاں بم برسانے شروع کر دینگے۔ اور زہریلی گیس استعمال کرنے لگ جائینگے۔

حبشی سفیر کے اس اعلان کے بعد رائٹر کی اطلاع موصول ہوئی۔ کہ ہمارے ناول کے ہیرو راس عمرو نے جنجیام کی پہاڑیوں میں ایک زبردست لشکر جمع کر کے اپنی خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا ہے۔

اویس ابابا کی تباہی اور اطالوی قبضہ کے بعد فرخندہ ننوں کے لباس میں اپنے مکان سے نکلی۔ اُس نے لمبا ادنی لبادہ پہن رکھا تھا۔ سیاہ زلفیں شانوں پر بکھری ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں کچکول تھا۔ اور چہرہ پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ وہ اطالوی لٹیروں سے آنکھ بچاتی چھپی چھپاتی دشوار گزار پہاڑیوں بنجر صحراؤں۔ دریاؤں اور چٹیل میدانوں کو طے کرتی ہوئی جنجیام کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں اُسے سخت مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ بیسیوں دفعہ گرفتار ہوئی۔ قید و بند کی صعوبتیں اُٹھاتی رہی۔ لیکن اُس کے پائے استقلال کو لغزش نہ ہوئی۔ اُس کا عزم متزلزل نہ ہوا۔ وہ ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتی رہی اور اُس نے اپنے سفر کو جاری رکھا۔ وہ ایک دن دشوار گزار پہاڑی راستوں کو طے کر رہی تھی۔ کہ جنجیگا کے قریب اُسے قبائلی حبشیوں نے گرفتار کر لیا۔ اور اُسے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ پہاڑ کی بلندی پر درختوں کے جھنڈ کے درمیان ایک چشمے کے کنارے گھاس پر نرگش

پڑا تھا۔ اور درخت کے تنے سے تبر لٹک رہا تھا۔ اِس خوفناک انسان نے فرخہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوبصورت شکار ہے۔ اسے غار میں لے چلو۔"

حبشی درندے فرخہ کو کشاں کشاں غار میں لے گئے۔ غار بہت زیادہ آراستہ پیراستہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کسی بہت بڑے امیر کا مکان ہے۔ خوبصورت قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور دیواروں پر جانوروں کی کھالیں لٹک رہی تھیں۔ ایک کونے میں لوٹ کا مال پڑا ہوا تھا۔ جو اُن لوگوں نے ہرار اور داوبیں ابابا سے لوٹا تھا۔ غار میں جو قالین بچھے ہوئے تھے۔ وہ کبھی شاہی محل کی زینت تھے۔ لیکن آج جنگلی حبشیوں کی ملکیت تھے فرخہ فرش پر بیٹھ گئی۔ اور قدرت کے فیصلہ کا انتظار کرنے لگی۔ اُس کے قلب کی پہنائیوں میں عمرو کی یاد چٹکیاں لے رہی تھی۔ وہ موت سے خوفزدہ نہیں تھی۔ لیکن مرنے سے قبل ایک بار عمرو سے ملنا چاہتی تھی اُس کی انتہائی خواہش یہ تھی۔ کہ موت بھی آئے تو عمرو کے قدموں میں آئے۔ وہ بیتابی سے حبشی سردار کے فیصلہ کا انتظار کر رہی تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد حبشی سردار اپنی تنومندی پر اتراتا ہوا غار میں داخل ہوا اور متکبرانہ انداز میں چاروں طرف نظر دوڑا کر فرخہ کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اِس طرح متکلم ہوا۔

"تم کہاں سے آئی ہو۔ اور کہاں جا رہی ہو؟"

فرخہ:۔ میں ادیس ابابا سے آ رہی ہوں۔ اور جگجیام جا رہی ہوں۔

سردار:۔ جگجیام جا رہی ہو

فرخہ:۔ ہاں جگجیام جا رہی ہوں۔

سردار:۔ جگجیام کیوں جا رہی ہو۔ کیا وہاں جا کر جاسوسی کے فرائض انجام دو گی؟

فرخہ:۔ جاسوسی کے فرائض۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں محترم سردار

سردار:۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اطالوی درندوں نے پادریوں اور ننوں کے لباس میں ہزاروں جاسوس حبشہ میں پھیلا دیئے ہیں جو حبشیوں سے ظاہری ہمدردی ظاہر کر کے حقیقت میں اُن کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ اُن کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔ اور حبشیوں کی سرگرمیوں سے اطالویوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ اُن غداران قوم میں سے ایک تم بھی ہو۔

فرخہ:۔ محترم سردار آپ درست فرما رہے ہیں۔ کہ پادریوں کے مقدس و متبرک لباس میں ہزاروں اطالوی جاسوس حبشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو ملک و ملت سے غداری کر کے اطالوی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ لیکن محترم سردار میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ

ہیں اُن غدارانِ وطن میں سے نہیں ہوں۔ جنہوں نے وطن فروشی کر کے وطن کی آزادی پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ میں ایک مظلوم اور ستم رسیدہ عورت ہوں۔ جس کا تمام اثاثہ زندگی لوٹ لیا گیا ہے۔ اور جس کے تمام رشتہ داروں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں ایک مظلوم عورت ہوں۔ جان بچا کر جگجیام جا رہی ہوں۔ تاکہ زندگی کے باقی ایام گوشہ نشینی میں امن و آشتی سے گذار سکوں۔

سردار۔ بہت چالاک ہو۔ اپنی چکنی چپڑی باتوں اور مظلومیت کی داستان سُنا کر ہمیں دہوکا دینا چاہتی ہو۔ کیا تمہیں جگجیام کے علاوہ اور کوئی ایسی محفوظ جگہ نظر نہ آئی۔ کہ جہاں تم جا کر گوشۂ تنہائی اختیار کر سکو۔ تمہاری باتوں سے دجل و فریب ظاہر ہو رہا ہے؟

فرخندہ:۔ میں آپ کو کیسے یقین دلا سکتی ہوں۔ کہ میں بالکل بیگناہ اور مظلوم ہوں۔

سردار:۔ کیا تم اپنے خاندانی حالات بتا سکتی ہو۔ تم کس خاندان سے تعلق رکھتی ہو؟

فرخندہ:۔ میں کس خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ اِسے آپ دریافت نہ کریں۔ میں اپنے خاندان کی تباہی کی داستان زہرہ گداز کو دُہرانے سے عاجز ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ میرا تعلق حبشہ کے ایک

معزز خاندان سے ہے۔ جس نے تحفظ آزادی وطن کی خاطر اپنی عزیز سے عزیز تریں متاعِ حیات بھی قربان کر دی۔ جن کے تمام ارکان نے اطالوی فوجوں سے لڑتے ہوئے میدانِ کارزار میں بہادرانہ اور شجاعانہ جان دی۔

سردار:۔ دیکھو خاتون تم اُس وقت تک رہا نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس بات کی ضمانت پیش نہیں کر دیتی۔ کہ تم جاسوس نہیں ہو

فرخہ:۔ مَیں آپ کو اپنے متعلق صرف اسی قدر یقین دلا سکتی ہوں کہ میں راس مولوگیٹا کی اکلوتی لڑکی ہوں۔ جن کا محل اطالوی لٹیروں نے لوٹ لیا ہے۔ اور وہ میدانِ کارزار میں وطن کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے کام آئے ہیں۔

سردار:۔ (حیرت سے) کیا تم راس مولوگیٹا کی بیٹی ہو۔ تمہارا نام فرخہ ہے۔

فرخہ:۔ جی ہاں! مجھ بدنصیب کا نام فرخہ ہے۔

سردار:۔ کیا تم راس عمرو سے ملنے کے لئے جگجیام جا رہی ہو۔

فرخہ:۔ مجھے آپ سے اپنا راز چھپاتے ہوئے اب شرم محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔ میں راس عمرو سے ملنے جگجیام جا رہی ہوں۔

سردار:- تمہیں فکر نہ کرنا چاہیئے۔ کل تمہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ راس عمرو کے پاس پہنچا دیا جائیگا۔ ہم راس عمرو کے ادنے خادم اور اُس کے جاں نثار سپاہی ہیں۔

فرخہ نے بے خوف و خطر ہو کر وہ رات اُسی غار میں کاٹی۔ اگلی صبح حبشی سردار نے چند سپاہیوں کی محافظت میں فرخہ کو جگجیام روانہ کر دیا۔ سپاہی فرخہ کو دشوار گھاٹیوں کے راستے دشمنوں سے بچتے بچاتے جگجیام لے گئے۔ راس عمرو فرخہ کو اس حالت میں دیکھ کر سخت متاثر ہوا۔ اور فرط جوش میں اُس سے لپٹ گیا۔ اور خوب دل کھول کر رویا۔ جب دل راستی پر آیا۔ تو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی داستان کہی۔ ایام فراق کے دکھوں اور رنجوں کے طویل قصے دُہرائے گلہ شکایت کے دفتر کھلے۔ جب دونوں دل کی بھڑاس نکال چکے۔ تو فرخہ نے کہا۔

"عمرو اطالوی فوجیں جگجیام کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور اس عزم کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ کہ جگجیام پر قبضہ کر کے آپ کو گرفتار کر لیں۔ پیارے عمرو بہتر یہی ہے۔ کہ ہم یہاں سے بھاگ چلیں۔ اور کسی محفوظ سرزمین پہ پہنچکر زندگی کے باقیماندہ ایام راحت سے بسر کریں۔

راس عمرو:- فرخہ فرخہ! یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میرے کان کیا سُن

رہے ہیں۔ تم اس قدر بُزدل ہوگئی ہو۔ حیرت کا مقام ہے۔

انقلابات ہیں زمانہ کے

کل تم مجھے اطالویوں سے جنگ کرنے کی تلقین کررہی تھیں۔ یہ کہہ رہی تھیں۔ کہ وطن کے دشمنوں سے اُس وقت تک لڑو۔ جب تک بدن میں خون باقی ہے۔ اور بازوؤں میں سکت ہے۔ آج تم مجھے راہ فرار اختیار کرنے کی ترغیب دے رہی ہو۔ فرخہ! میں سپاہی ہوں۔ میری رگوں میں سپاہی باپ کا خون ہے۔ میں سو سال کی گیدڑ کی زندگی پر ایک دن کی شیر کی زندگی کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ملک کو چھوڑ کر بھاگنا انتہائی ذلت سمجھتا ہوں۔ میرے لئے اب یہی مناسب ہے۔ کہ میں اطالویوں سے آخری دم تک لڑوں۔ اور فتح و شکست کا معاملہ خدا پر چھوڑ دوں۔"

فرخہ:۔ عمرو! میں بُزدل نہیں۔ میں بھی ایک بہادر باپ کی بیٹی ہوں۔ جس نے میدانِ کارزار میں پیٹھ پر زخم نہیں کھایا۔ بلکہ دشمن کے وار کو سینہ پر لیا۔ اور میدانِ کارزار میں بہادرانہ طریق پر جان دی۔ لیکن عمرو اب حالات بہت زیادہ بدل چکے ہیں۔ شاہ نجاشی۔ راس نسیبو اور جرنیل وہب پاشا ملک چھوڑ کر فلسطین چلے گئے ہیں۔ راس کاسا اور اُس کے سپاہیوں نے اطالوی حکومت کی اطاعت قبول کر

قوم چھ ماہ کی متواتر جنگ اور اطالوی مظالم اور سامانِ حرب سے سخت ہراسان ہو گئی ہے۔ اب حبشیوں میں زیادہ سکت نہیں کہ اطالویوں سے مزید مقابلہ کر سکیں۔ ان حالات میں مناسب یہی ہے۔ کہ ہم اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔ اور کسی ایسے ملک میں جا کر رہیں۔ کہ یہاں حملوں کا خطرہ۔ آزادی کے سلب ہونے کا خوف نہ ہو۔ جہاں ہم خطرات و خدشات سے آزاد ہو کر عیش و طرب۔ آرام و آسائش کی زندگی بسر کر سکیں۔ جہاں ہماری محبت کے راستہ میں خوف و ہراس کی بھیانک گھاٹیاں حائل نہ ہوں۔ جہاں تہذیب کے نام پر مظلوم کا خون نہ بہایا جاتا ہو۔ جہاں کی فضا محبت و مساوات کے جذبات سے منور ہو۔ اور جہاں انسان کا خون بہانا گناہ سمجھا جاتا ہو۔ چلو۔ پیارے عمرو! ایسی فضا میں چل کر زندگی بسر کریں۔ دنیا کی کلفتوں۔ تکلیفوں اور مشکلوں سے بے پرواہ ہو کر محبت کریں۔ خوشی کے نغمے عشق کے رباب پر گائیں۔ اور تمام فضا کو محبت کے جذبات سے معمور کر دیں۔

راس عمرو:۔ (مسکراتے ہوئے) فرخ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ تم کیسی بزدلوں کی سی باتیں کر رہی ہو۔ تمہیں میرا حوصلہ بڑھانا چاہیئے۔ مجھے جنگ کرنے پر آمادہ کرنا چاہیئے۔ اُلٹا تم اپنی باتوں سے مجھے بزدل

بنا رہی ہو۔ میری ہمّت کو پست کر رہی ہو۔ مجھے اطالوی سازو سامان سے ڈرا رہی ہو۔ سنو۔ پیاری فرخہ! میں اس بات کا عزم کر چکا ہوں۔ کہ اطالوی عساکر سے آخری دم تک لڑونگا۔ نہ خود ہی چین سے بیٹھونگا۔ نہ اُنہیں چین سے حکومت کرنے دونگا۔ اگر مجھے شکست ہوئی۔ تو میں ان پہاڑیوں میں چھُپ کر اپنی زندگی کے دن بسر کرونگا۔ اور ہمیشہ یہ کوشش کرتا رہونگا۔ کہ طاقت پیدا کر کے اطالوی عساکر سے اپنے وطن کو آزاد کرانے کی کوشش کروں۔

اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ تو تمہیں ان تمام مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا ہوگا۔

فرخہ:۔ پیارے عمرو! اگر تمہاری یہی مرضی ہے۔ تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ مجھے تم ہر مصیبت اور دُکھ میں ثابت قدم پاؤ گے۔ میں ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرونگی۔ اور حصولِ آزادیٔ وطن کی خاطر تمہارے ساتھ مل کر تکالیف کا سامنا کرونگی۔ اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لاؤں گی۔ عمرو نے فرخہ کی یہ بات سن کر اُس کا منہ چوم لیا۔ اور چھاتی سے لگا لیا۔

چند روز بعد فرخہ اور عمرو کی شادی کی رسوم ادا کی گئیں۔ تمام

شکمہ میں خوشی منائی گئی۔ عمرو اور فرخہ کی درازی عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ شادی کے چند یوم بعد اطالوی عساکر نے جگجیام پہ حملہ کر دیا۔ راس عمرو نے ڈٹ کر اطالویوں کا مقابلہ کیا۔ اور کئی یوم کی جنگ کے بعد اطالوی فوجوں کو زبردست شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور وہ منتشر ہو گئیں۔ اب جگجیام پر راس عمرو قابض ہے۔

مجلس اقوام اور مسولینی کی گرج

تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہو گا ۔

اطالوی عساکر نے اکسم۔ اڈیگراٹ۔ ادوا۔ میکالے۔ ہرار۔ ڈیسی۔ ڈگا بھور۔ اگناڈل۔ گورانئی۔ جگجیگا۔ ساسا بانہ اور ادیس ابابا پر قبضہ کر لیا۔ شہنشاہ نجاشی اور بڑے بڑے حبشی سردار ملک چھوڑ کر ممالک غیر کو چلے گئے اور جو حبشہ میں رہے۔ انہوں نے اطالیہ کی اطاعت قبول کرلی۔ اطالوی فوجوں نے ادیس ابابا میں داخل ہوتے ہی مارشل لا کا نفاذ کر دیا۔ اور شہر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے فوجی عدالتیں بٹھا دی گئیں۔ ہزاروں حبشیوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ اور سینکڑوں کو توپ دم کر دیا گیا۔ "بینک آف ایتھوپیہ" پر قبضہ کر کے

تمام روپیے پر قبضہ کر لیا۔ جس حبشی کے پاس لوٹ کا مال یا ہتھیار برآمد ہوا۔ اُسے گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ عورتوں کو بے عزت کیا گیا۔ اور پادریوں کو ننگ کر کے گرجاؤں سے نکال دیا گیا۔ حبشہ میں ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور حبشیوں نے بغیر کسی مزاحمت کے اطالویوں کی اطاعت قبول کر لی۔

شہنشاہ حبشہ ادیس ابابا سے نکلے جبوٹی پہونچے۔ اور وہاں سے برطانی جہاز پر سوار ہو کر حیفا پہونچے۔ حیفا میں شہنشاہ نجاشی کا شاندار استقبال کیا گیا۔ برطانوی افواج نے آپ کی سلامی اتاری۔ شہنشاہ نجاشی حیفا سے بیت المقدس پہونچے۔ وہاں آپ نے دو صد حبشی تاجروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ

"اگر لیگ آف نیشنز (مجلس اقوام) دھوکا نہ دے جاتی۔ تو میری فوجیں اطالیہ کو ضرور شکست دے دیتیں۔ اب بھی میں یورپ میں جا کر اپنے ملک کے غاصبوں کو نکالنے کی جدوجہد کروں گا۔"

بیت المقدس سے شہنشاہ نجاشی نے ایک برقیہ کے ذریعے مجلس اقوام کو اپنے لائحہ عمل سے آگاہ کیا۔ اس برقیہ میں شاہ نجاشی نے لکھا تھا۔

"بین الاقوامی معاہدات کی خلاف ورزی میں گیس کا استعمال
کرکے اگر کوئی ملک کسی غیر ملک پر قبضہ کرلے یا شہنشاہیت
قائم کرے۔ تو مجلس اقوام اُسے تسلیم کرنے سے انکار کردے"
اس برقیہ میں شہنشاہ حبشہ نے اپنے آئندہ پروگرام کے متعلق لکھا۔
"کہ ممالک غیر میں جاکر میں نے موجودہ زمانے کی بالکل غیر مساوی
اور نامنصفانہ اور نہایت انسانیت سوز جنگ کو ختم کرنے
کا فیصلہ کیا ہے۔"
"میں حبشہ کی آزادی کو برقرار رکھنے اور بین الاقوامی معاہدوں
کی تقدیس کو جس کے لئے اطالیہ نے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔
برقرار رکھنے کے لئے آزاد اور پرامن رہ کر کام کروں گا۔"
حبشہ کے معاملات پر غور و خوض کرنے کے لئے ۱۲ رمئی ۱۹۳۶ء کو
مجلس اقوام کا اجلاس ہوا۔ لیگ کا اجلاس شروع ہونے سے قبل
اٹھارہ ممالک کے وزرائے خارجہ نے آپس میں تبادلہ خیالات کیا۔ ہر رکن
کی یہ خواہش تھی۔ کہ وہ اس بحث میں حصہ لینے سے بچ جائے۔ جس
نے لیگ کی ہستی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔
شام کو لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں حبشی نمائندہ بھی
موجود تھا۔ جس پر اطالوی نمائندہ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں احتجاج کیا۔

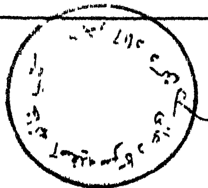
" حبشہ کے متعلق جو کارروائی کی جائے گی۔ اس میں حبشی نمائندے کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ حبشہ کو اطالیہ نے بزور شمشیر حاصل کیا ہے۔ حبشہ کی فتح کے بعد کوئی بات متنازعہ ہی نہیں رہتی۔ اس لئے اب بحث و تمحیص بالکل فضول اور لغو ہے۔"

مجلس اقوام نے اطالوی نمائندے کے احتجاج کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور کارروائی باقاعدہ طور پر شروع کر دی۔ چنانچہ اطالوی نمائندہ اس پر اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ لیگ نے معمولی بحث و تمحیص کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا۔ کہ لیگ حبشہ پر اطالوی قبضہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ اطالیہ نے حبشہ پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے۔ نیز لیگ نے اس بات کا اعلان بھی کر دیا کہ اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی جاری رکھی جائے گی۔ جس پر برانگیختہ ہو کر مسولینی نے اعلان کیا۔

" حبشہ اور اطالیہ کی جنگ ختم ہو گئی۔ اور اطالیہ نے ہزاروں قربانیوں کے بعد بنوک شمشیر حبشہ پر قبضہ کیا ہے۔ اور ہم حبشہ کی حفاظت کے لئے آخری دم تک مداخلت کریں گے۔ جس طرح بنوک شمشیر ہم نے حبشہ پر فتح حاصل کی ہے۔ اسی طرح بنوک شمشیر ہم اس کی مداخلت کریں گے۔ لیگ

نے اس بات کا اعلان کر کے کہ اطالیہ کے خلاف تعزیری
کارروائی جاری رکھی جائے گی۔ ایک شدید غلطی کا ارتکاب
ہے۔ اور خطرناک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اطالیہ
لیگ کی ان دھمکیوں سے خوفزدہ ہونے کا نہیں۔ وہ ہر
مصیبت اور مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

مسولینی کے اس اعلان کے بعد لیگ نے اعلان کیا۔ اور اطالیہ
اور حبشہ کے معاملہ پر مزید کارروائی جون کے اجلاس میں کی جائے گی۔
حبشہ میں اطالوی حکومت کے قیام کو برطانیہ اور فرانس نے ایک حد تک
منظور کر لیا۔ لیکن امریکہ نے اطالوی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر
دیا۔ اور اپنا سفیر واپس بلا لیا۔ حبشہ کی تباہی نے یورپ میں نازک
صورت حال پیدا کر دی ہے۔ برطانیہ۔ فرانس اور اطالیہ میں اختلافات
کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ اور جنگ کے خطرات روز بروز
زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ کی آگ کس وقت
مشتعل ہو کر مہذب یورپ کے خرمن تہذیب کو جلا کر راکھ کر دے



فلسفہ حسن وعشق وجذباتِ محبت

کے متعلق عبدالرحمٰن شوق امرتسری کی بعض علمی کتابیں (بطرز ناول)

عورت کا دل

حرص وہوس، خودغرضی، نمائش وتملق کے بغیر کسی قسم کی سچی محبت کا جذبہ اگر کسی دل میں پیدا ہو سکتا ہے تو وہ عورت کے دل سے مخصوص ہے۔ عورت کا دل ہی وہ گلشنِ جانفزا ہے جسکی آبیاری (یعنی شوہر کی نظرِ محبت) سے اگر کوتاہی نہ کیجائے تو اس چمن بے خزاں کی بہار روح افزا سے مرد کو دائمی اور سچی مسرت حاصل ہو سکتی ہے۔ قیمت صرف ۶

دل کی قیمت

پہلے زمانہ کے اکثر شعرا بہت ہی سستے داموں پر دل بیچا کرتے تھے اور اس دلفروشی پر بھی مل کی گذر اوقات بھی تھی، موجودہ زمانہ کے بعض شعرا نے اگرچہ اب اس خاندانی تجارت کو ترک کر دیا ہے لیکن ابھی بہت سے شعرا ایسے موجود ہیں۔ جو اب بھی دلفروش کہلاتے ہیں۔ دل تو خدا کا گھر کہلاتا ہے جسکی قیمت تمام دنیا ادا نہیں کر سکتی لہٰذا دل کی اصلی قیمت پر خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ اگر کسی جوہر شناس کی نظر اس کتاب پر پڑ جائے۔ تو ہمیں اپنے دل کی قیمت وصول ہو سکتی ہے۔ قیمت صرف ۸

اس پتہ سے طلب فرمائیں

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
مالکان کتبخانہ دین محمدی بلڈنگ

آسمانِ علم وادب کے درخشاں ستارے

مولینا شبلی کے تاریخی مضامین

یعنی ادب اُردو کے نامور ادیب اور علم التاریخ کے مشہور استاذ حضرت مولینا شبلی مرحوم کے بعض نایاب تاریخی مضامین کا قابل قدر مجموعہ۔ قیمت صرف ۴ر

رقعات غالب

یعنی غالب مرحوم کے وہ رقعات جو انہوں نے اپنی حیات میں اپنے احباب واقارب کو اردوئے معلّے کی اس طرز تحریر میں لکھے۔ جیسے آمنے سامنے باتیں ہو رہی ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

موللنا حالی کے ادبی مضامین

موللنا الطاف حسین حالی کا نام محتاج تعارف نہیں۔ لہٰذا اسی فاضل ادیب کے بعض ادبی مضامین کا دلچسپ اور نتیجہ خیز مجموعہ طبع ہو کر تیار ہو چکا ہے۔ قیمت ۴ر

مولوی نذیر احمد کے علمی مضامین

یعنی شمس العلماء موللنا مولوی نذیر احمد مولف ترجمۃ القرآن کے اُن علمی مضامین کا مجموعہ جو علمی حلقہ میں نہایت عزت کی نگاہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ قیمت ۴ر

سرسید کے اخلاقی مضامین

آنریبل سرسید احمد خاں صاحب بانیٔ مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے بعض اخلاقی مضامین کا مجموعہ ہے۔ ۴ر

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
و مالکان کتبخانہ دین ہی بل رو ڈ

زبان اُردو کی ترقی کے لئے

ہر ایک اُردو لکھے پڑھے کو کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ زبان اُردو کی صحت ہمہ گیر مقبولیت علمی قابلیت اور معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ لہٰذا آپ اپنے بچے بچیوں و رفیقہ حیات کے مطالعہ کے لئے

نافع اللغات

منگائیے۔ جس میں زبان اُردو کی نسبت ان امور کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے (۱) پرانے اور متروک الفاظ کی بھرمار سے کتاب کو فضول طوالت نہیں دی گئی (۲) صرف انہی الفاظ کو درج کیا گیا ہے۔ جو زمانہ حال کے مطابق مروجہ اُردو و علم ادب کے متعلق بالکل مفید ہیں (۳) تقریباً ۶۰۰۰۰ الفاظ مفرد و مرکب کے مختلف معانی طریق فصاحت بیان کیا گیا ہے۔ (۴) یہ ترتیب ابجد تقریباً ۵۰۰۰ محاورات کی مکمل تشریح و موقع استعمال بذریعہ اشعار درج ہے۔ (۵) ادباء اردو کے شعراء علماء و دیگر مسلم الثبوت اساتذہ کی مختصر سوانح حیات بھی لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۰۷۴ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ کاغذ ولایتی چکنے پر نہایت خوشخط اور صاف طبع ہوئی ہے۔

قیمت مجلد سنہری صرف ۸؎

علم طب میں ایک مفید طبی کتاب کا اضافہ

علم طب سے دلچسپی اور اپنی صحت کو برقرار رکھنے۔ گھر بیٹھے بذات خود ہر ایک بیماری کا علاج کرنے کے لئے

طب انسانی (مع مجربات نورانی)

کا مطالعہ فرمایئے۔ جو علم طب میں ایک بہترین کتاب ہے۔ اور نہایت مسلم الثبوت اور مجرب المجرب نسخہ جات کا نایاب ذخیرہ ہے۔ قابل مصنف نے اس کتاب کو بالترتیب مختلف ابواب پر منقسم کیا ہے۔ اور ہر باب میں ہر ایک بیماری کو شروع سے لیکر اخیر تک مع عوارض و تشخیص علاج کے لکھدیا ہے۔

سلاست مضامین کے لحاظ سے ہر شخص بلا مدد غیرے۔۔۔ اسکا مطالعہ کرلینے سے پورا طبیب ہو کر ہر مرض اور ہر ایک بیماری کا معالج ہو سکتا ہے۔ شروع کتاب میں فہرست ترتیب شدہ مکمل پورے ۴۳ صفحات کی مندرج ہے۔ اور کل کتاب ۴۳۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ نہایت خوشخط کتابت اور ولایتی چکنے کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ قیمت مجلد صرف ۴عہ

دیوان فیضی

یعنی دربار اکبری کے وزیر اعظم اور ملک الشعراء کے درجہ میں لانے والے کلام کا نایاب مجموعہ فارسی جاننے والے اصحاب کیلئے اسکا مطالعہ ضروری ہے

کیا آپ کو معلوم ہے؟

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
مالکان کتبخانہ دین محمدی بلرجسٹرڈ

کی فرم

تمام ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی

کیوں مشہور ہے؟

وہ اس لیئے

کہ ہماری تجارت زیادہ فروخت اور تھوڑے منافع پر منحصر ہے

ہمارا اصول قلیل منافع اور ہمارا معاملہ صداقت پر مبنی ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ ہم ہر سال ۶ لاکھ کی تعداد میں قرآنمجید اور دیگر کتب طبع کرتے ہیں۔

جن پر ہمارا ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے

ہم ہر سال تقریباً پونے دو لاکھ روپیہ کا مال فروخت کرتے ہیں اور صرف وی پی پیکٹوں کے پوسٹیج و پیکنگ خرچ پر ہر سال ہمارے دس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان بھر میں ہمارے بالمقابل کوئی ایک تاجر ارزاں کتابیں فروخت نہیں کر سکتا

لہٰذا

آپ کو بھی اپنے احباب و اقارب یا اپنے بچے بچیوں کے لئے جس قسم کے قرآنمجید یا کتابوں کی ضرورت ہو۔ ہم سے طلب فرما کر مشکور فرماتے رہیں۔

منیاز مند ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
مالکان کتب خانہ دین محمدی بلرجسٹرڈ

بچے کہانیوں کی کتابیں شوق سے پڑھتے ہیں۔

لہٰذا اُن کو

شوق امرتسری کی مندرجہ ذیل کتابیں پڑھائیے

جو دلچسپ اور باثر ہونیکے علاوہ با نصیحت اور با اخلاق بھی ہیں!

جرنیل حمیدہ	دلاور سلطانہ	وفادار بیٹی	بھکارن بہو
یتیم لڑکی	ندیدی بیگم	دکھیاری دلہن	دکھیا شہزادی
خدا پرست بی بی	شہزادی بلقیس	جہانگیر کی چہیتی بیگم	فریبی خالہ
چھ مامائیں	ننھے میاں	رت جگے کی رات	دولت کی پجارن
لاڈلی بیٹی	چوروں کا گھر	چوروں کی بہو	بی ہمسائی
چھن کٹنی	جادوگرنی	چار چوروں کی کہانی	فقیر کی جھونپڑی
سگھڑ بیوی	بازیگرنی	پھولوں کا گہنا	سوتیلی ماں
سگھڑ سہیلی	سولہ کہانیاں	اخلاقی کہانیاں	بہشتی حوریں

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور
مالکان کتبخانہ دین محمدی بلروڈ